ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ
۲۳ دسمبر ۱۹۶۶ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا کَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهٖ غَیْرَ اَنَّهُ لَا یُنْقَصُ مِنْ اَجْرِ الصَّائِمِ شَیْءٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ ؛

حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، جو شخص روزہ دار کو افطار کرائے اس کو روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا، مگر روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ کمی نہ کی جائے گی، امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَ عَنْ اُمِّ عُمَارَةَ الْاَنْصَارِیَّةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَیْهَا فَقَدَّمَتْ اِلَیْهِ طَعَامًا فَقَالَ: "کُلِیْ" فَقَالَتْ اِنِّیْ صَائِمَةٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ الصَّائِمَ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ الْمَلَائِکَةُ اِذَا اُکِلَ عِنْدَهٗ حَتّٰی یَفْرُغُوْا" وَرُبَّمَا قَالَ "حَتّٰی یَشْبَعُوْا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ ؛

حضرت ام عمارة الانصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دن) ان کے پاس تشریف لائے۔ تو انہوں نے آپ کے سامنے کھانا پیش کیا۔ حضور نے ان سے فرمایا کہ تم بھی کھاؤ۔ انہوں نے عرض کیا، کہ میں تو آج روزہ سے ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کے سامنے جب دوسرے لوگ کھاتے پیتے ہیں تو فرشتے اس پر رحمت نازل کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ کھانے سے فارغ ہو جائے اور بسا اوقات فرمایا حتیٰ کہ وہ پیٹ بھر کے کھانا نہ کھا لیں، ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن ہے۔

وَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ اِلٰی سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَاءَ بِخُبْزٍ وَزَیْتٍ فَاَکَلَ ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ وَ اَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلَائِکَةُ، رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ ؛

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ کے پاس تشریف لائے، چنانچہ حضرت سعد بن عبادہؓ (آپ کے لئے) روٹی اور زیتون لے کر آئے، پھر آپ نے تناول فرمایا۔ اور اس کے بعد ارشاد فرمایا، کہ تمہارے پاس روزہ داروں نے افطار کیا اور متقیوں نے تمہارا کھانا کھایا اور ملائکہ نے تمہارے لئے استغفار فرمایا (ابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا ہے)؛

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ؛

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے (اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے)؛

وَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ؛

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے اخیر عشرہ میں برابر اعتکاف کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی اور آپ کے بعد آپکی ازواج مطہرات نے اعتکاف کیا (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِذَا نَسِیَ اَحَدُکُمْ فَاَکَلَ اَوْشَرِبَ فَلْیُتِمَّ صَوْمَهٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَ سَقَاهُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ؛

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص بھول کر کھا پی لے، تو اس کو چاہیئے، کہ اپنے روزے کو پورا کرے اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے اسے کھلایا پلایا ہے۔ (مسلم وبخاری)

وَ عَنْ لَقِیْطِ بْنِ صَبِرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْوُضُوْءِ؟ قَالَ: "اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَخَلِّلْ بَیْنَ الْاَصَابِعِ، وَ بَالِغْ فِی الْاِسْتِنْشَاقِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ صَائِمًا" رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ ؛

حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو وضو کے بارے میں بتلائیے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وضو کو کامل طریقہ سے کرو اور انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرو۔ مگر یہ کہ تم روزہ دار ہو (کہ پھر اتنا مبالغہ نہ چاہیئے (ابوداؤد، ترمذی) ترمذی نے کہا، حدیث حسن صحیح ہے۔

وَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُدْرِکُهُ الْفَجْرُ وَ هُوَ جُنُبٌ مِنْ اَهْلِهٖ ثُمَّ یَغْتَسِلُ وَ یَصُوْمُ، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ؛

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بسا اوقات صبح اس حالت میں ہو جاتی تھی کہ آپ اپنے اہل کی وجہ سے جنابت سے ہوتے پھر غسل کرتے اور (حسب سابق) روزہ رکھتے (بخاری ومسلم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ ۲۳ دسمبر ۱۹۶۶ء | شمارہ ۳۲

ثناخوانِ تہذیبِ مغرب

امریکہ و برطانیہ کو تہذیب مغرب کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے اور ہر دو ممالک کو دنیا بھر میں مہذب ترین ہونے کا دعوے ہے لیکن اگر ان کے کردار و اطوار کا جائزہ لیا جائے تو "منہ میں رام رام بغل میں چھری" کی مثل ان پر چارچول چوکس بیٹھے گی۔ امریکہ کو ویٹ نام کے محاذ پر دیکھئے اور برطانیہ کو عدن کے کوچہ و بازار میں اور پھر اندازہ فرمائیے کہ یہ تہذیب کس طرح ننگی ہو کر ناچ رہی ہے امریکہ کے جو "کارنامے" ویٹ نام کے محاذ پر سامنے آ رہے ہیں اور امریکی حکمرانوں نے جو طرزِ عمل اختیار کر رکھا ہے اسے دیکھ کر ایک دنیا چیخ اٹھی ہے اور ان چیخوں کی صدائے بازگشت ساری دنیا میں اور خود امریکہ کے اندر بھی سُنی جا رہی ہے۔ ویٹ کانگ حریت پسندوں کو بے دردی وسفاکی سے اذیتوں کا شکار اور ہلاکت کا نشانہ بنانا، ہنوئی پر بیدردانہ بمباری، عورتوں اور بچوں کا قتلِ عام اور ان سے وحشیانہ سلوک اور اپنے استحصالی پروگرام کو جاری رکھنے کے لئے امریکی حکمرانوں کی کاروائیاں انسانیت کے منہ پر طمانچہ نہیں تو اور کیا ہیں پھر خود شمالی ویٹ نام کی اطلاعات جہاں امریکی افواج پرے جمائے ہوئے بھی۔ اس تہذیب کی انسانیت سوزیوں اور ہلاکت آفرینیوں کی منادی ہیں۔ شمالی ویٹ نام سے آنے والی خبریں اور حالات و کوائف صاف ظاہر کرتے ہیں کہ اس ملک میں جہاں جہاں امریکی افواج کے قدم گئے ہیں ہر سو گز کے فاصلے پر ایک شراب خانہ کھل گیا۔ اور اس سرزمین میں زنا و عصمت فروشی روز مرہ کا معمول ہو گئی ہے گویا دوسرے الفاظ میں اس تہذیب نے شمالی ویٹ نام کو ایک وسیع شراب خانے اور کنجر خانے میں تبدیل کرکے رکھ دیا ہے۔ دوسری طرف برطانیہ عدن میں جس وحشت وبربریت کا مظاہرہ کر رہا ہے وہ بھی اخبار بین حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں بے آوازوں کی آواز- ایمنسٹی انٹرنیشنل- نے "برطانوی شرافت" کی جو تصویر اپنی رپورٹ میں پیش کی ہے اس سے اس تہذیب کے پرستاروں کی آنکھیں ضرور کھل جانی چاہئیں رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ!- "برطانیہ کے زیر انتظام عدن کے علاقے میں برطانیہ کی پولیس، فوج اور اس کے آلہ کار بعض ذمہ دار افراد سیاسی قیدیوں سے تفتیش وغیرہ کے لئے انسانیت سوز طریقے اختیار کرتے ہیں۔ جن سیاسی لوگوں پر دہشت پسندوں کا ساتھ دینے کا شک کیا جاتا ہے۔ انہیں گرفتار کرکے زنداں کی کوٹھڑیوں میں ڈال دیا جاتا ہے، الزامات کے لئے باقاعدہ تحقیقات اور عدالتی کاروائی کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی بلکہ ان پر طرح طرح سے جبر کرکے بہیمانہ تشدد کا نشانہ بنا کر باتیں اگلوانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ برطانوی حکام سیاسی قیدیوں کو ٹھنڈی یخ کوٹھڑیوں میں بند رکھتے ہیں۔ تفتیش اور پوچھ گچھ کے دوران انہیں بالکل برہنہ کھڑا کر دیا جاتا ہے، کئی کئی راتیں جبراً بیدار رکھا جاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ جب مظلوم قیدی بھوک سے بلبلا اٹھتے ہیں تو کھانا ان کے سامنے رکھ کر کھینچ لیا جاتا ہے گھنٹوں ٹھنڈے پانی میں بیٹھے رہنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ ان کی جلد کو سگریٹوں سے جلانا، جسم کے نازک ترین حصوں کو ضربیں لگانا، مبیّنہ طور پر مشکوک افراد کو رفع حاجت سے باز رکھنا اور اس نوع کی غیر انسانی اور غیر فطری سزائیں ان کے علاوہ ہیں جو برطانوی فوجی عدن کے باشندوں پر آزما رہے ہیں۔

ان وحشیانہ اور انسانیت سوز سزاؤں کے علاوہ کچھ حلفیہ بیانات بھی دنیا کے سامنے لائے گئے ہیں چنانچہ گزشتہ اپریل میں جنوبی عرب کی سول سروس ایسوسی ایشن کا ایک وفد نظر بندوں کے المنصورہ کیمپ، میں برطانوی ہائی کمیشن کے ایک افسر کے ہمراہ گیا۔ کیمپ میں محبوس متذکرہ صدر ایسوسی ایشن ہی کے ایک رکن عادل محفوظ خلیفہ نے وفد کو اپنی درد بھری داستان سناتے ہوئے بتایا کہ اسے آٹھ دن تک تفتیشی مرکز میں رکھا گیا اور بھوک سے تڑپانے کے ساتھ سونے نہ دیا گیا۔ اس کے جسم کے نازک ترین حصوں کو سنگدلانہ اذیت کا ہدف بنایا گیا ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ تفتیشی عملہ نے اسے بتایا کہ اس کی بیوی برطانوی فوجیوں کے ساتھ داد عیش دے رہی ہے"۔ (ماخوذ)

غرضیکہ مغربی تہذیب کا یہ دوسرا شاہکار آپ کے سامنے ہے۔ اس کے علاوہ یہ تہذیب جہاں گئی بے حیائی و عریانی زنا و عصمت فروشی اور شراب نوشی اپنے ساتھ لے گئی اور ہر جگہ والدالزنا بچوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ خود برطانیہ کی رپورٹوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہاں "حرامی بچوں" کی تعداد میں معتدبہ اضافہ ہو رہا ہے اس کے علاوہ دوسرے مغربی ملکوں

کی تہذیب بھی اس سے مختلف نہیں اور نہ ہی اشتراکی ملکوں نے انسانیت کو کوئی رنگ و روپ دیا ہے۔ یہ سب تہذیبیں انسانیت دشمنی، سفاکی و درندگی اور بربریت و بہیمیت کا منبع ہیں اور انسانیت کو ان سے کسی خیر و فلاح کی توقع ہرگز نہیں ہو سکتی۔

تہذیب مغرب کے پرستار اور اس سے حسن ظن رکھنے والے ذرا اس آئینے میں اپنا منہ دیکھیں اور پھر اس حجازی تہذیب و تمدن کو بھی دیکھیں جو مکہ کے دُرِّ یتیم اور مدینے کے بوریہ نشین نے دنیا کے سامنے پیش کی اور جو چودہ سو سال سے آج تک ہر دور میں اپنی عظمت کا سکہ بڑے بڑے مخالفوں سے منوا چکی ہے یہ پاکیزہ و ملکوتی تہذیب جہاں جہاں گئی سارے عالم نے یہی دیکھا کہ وہاں اللہ کی رحمتوں نے ڈیرے ڈال دیے۔ شفقت و ہمدردی کے جذبات بڑے بڑے پتھر دلوں میں بیدار ہو گئے انسانیت کی قدریں بلند ہو گئیں، خلق و حیا، عدل و انصاف اور بندہ پروری کے وہ وہ مناظر دنیا کے سامنے آئے کہ چشم فلک دنگ رہ گئی اور محکوم قومیں پکار اٹھیں کہ ان کی غلامی ہمیں آزادی سے محبوب و دلنشین اور پُر وقار و سدا بہار محسوس ہوتی ہے۔ اور ہم ان کی غلامی کو ہزار آزادی پر ترجیح دیتے ہیں۔

کاش ثنا خوانِ تہذیب مغرب اس زندہ حقیقت کو محسوس کریں اور حجازی تہذیب کو اپنا کر انسانیت کے دکھوں کا مداوا بنیں۔

وما علینا الا البلاغ

آغا شورش کی نظر بندی

اپوزیشن کے تین نظر بندوں کی رہائی کی خبر ملت کے طول و عرض میں بڑی مسرت سے سنی گئی اور مختلف گوشوں سے اس پر اطمینان و انبساط کا اظہار کیا گیا ہے ہمیں اس سے بحث نہیں کہ ان لیڈروں کی نظر بندی کے لئے کوئی وجہ جواز تھی یا نہیں ہم صرف اس لئے حکومت کے اقدام کو سراہتے ہیں کہ اس نے حریت و انصاف کے تقاضوں کو گو کسی قدر تاخیر و تعویق کے ساتھ ہی سہی۔ پورا کر دیا ہے۔

آغا شورش کاشمیری کی نظر بندی کا معاملہ دیگر سیاسی نظر بندوں سے چنداں مختلف نہیں۔ اگرچہ آغا صاحب اسیرانِ اعلان تاشقند میں شمار نہیں ہوتے۔ مگر ان کی گرفتاری ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت ہی عمل میں آئی تھی۔ حکومت نے تین سیاسی نظر بندوں کو رہا کیا ہے۔ تو اس بنا پر کہ ان کی حب الوطنی اور پاکستان کو مستحکم کرنے کی مساعی شک و شبہ سے ماورا تھیں۔ استحکام پاکستان کے سلسلے میں آغا صاحب کی تقریری و تحریری کوششیں بھی تعریف و تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔

وہ ایک محب وطن شہری، صحافتی برادری کے معزز رکن اور اعلیٰ درجے کے خطیب و ادیب ہیں۔ ملک کے ہر گوشے سے ان کی رہائی کا مطالبہ ان کی گرفتاری کے پہلے دن سے کیا جا رہا ہے۔ جس میں عوام و خواص دونوں کی آواز شامل ہے ہمیں معلوم نہیں کہ حکومت نے کن مصالح کی بنا پر آغا صاحب کی رہائی کا معاملہ مستقبل پر چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ یہ آواز تسلسل کے ساتھ حکومت کے کانوں تک پہنچائی جا رہی ہے۔

ہم حکومت کے ارباب حل و عقد سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ آغا شورش کاشمیری کی رہائی کے سوال پر بھی بلا تاخیر غور فرمائیں۔ اور عوامی اضطراب کو جلد از جلد ختم کریں۔ اس سلسلے میں ہم صدر مملکت اور گورنر مغربی پاکستان سے بھی خصوصی اپیل کرتے ہوئے متوقع و منتظر ہیں کہ حکومت اور عوام کے درمیان خیر سگالی کی فضا کو زیادہ سے زیادہ خوشگوار اور مؤثر بنانے کے لئے وہ ذاتی دلچسپی لے کر آغا صاحب کی رہائی کے فوری احکام جاری فرمائیں۔

بقیہ: اوقات روزہ کی تعین

روزے کی فضیلت

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب رمضان شروع ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

رمضان کی یہ فضیلت مسلمانوں کے لئے ہے کیونکہ کفار کے تو رگ و پے میں شعائر اللہ کی ہتک و تحقیر سرایت کئے ہوئے ہوتی ہے اور جب رمضان آتا ہے تو وہ اور زیادہ اندھے اور گمراہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب مسلمان روزہ رکھتے ہیں اور رات کو نمازیں پڑھتے ہیں اور خدا کے نیک اور کامل بندے انوار الٰہی کے سمندروں میں غوطہ زن ہونے لگتے ہیں۔ اور ان کی دعائیں عام لوگوں کو گھیر لیتی ہیں اور ان کی برکتیں مسلمانوں کی ہر جماعت کے لئے عام ہو جاتی ہیں اور ان میں سے ہر شخص اپنی اپنی استعداد اور قابلیت کے لحاظ سے اپنا اپنا حصہ حاصل کر لیتا ہے اور مہلک اعمال سے پرہیز کرتا ہے۔ تو یہ بات سچی ہو جاتی ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے گئے اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے گئے کیونکہ جنت و دوزخ کی اصل حقیقت بھی یہی رحمت اور لعنت ہی تو ہے اور یہ بات بھی بالکل سچی ہو جاتی ہے کہ شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں کیونکہ شیاطین تو انہی لوگوں کے اندر اپنا اثر پیدا کرتے ہیں جن کا نفس شیاطین کا اثر قبول کرنے کی استعداد اور قابلیت رکھتا ہے اور یہ استعداد و قابلیت قوت حیوانی کے غلبہ اور زیادتی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور روزہ کی وجہ سے یہ طاقت مغلوب اور مقہور ہو جاتی ہے۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے کہ روزہ ڈھال ہے یہ اس لئے کہ روزہ

ارشادات مجالس ذکر

ذکر الٰہی اور اپنے پروگرام پر عمل

از شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ

مرتبہ: محمد مقبول عالم بی۔ اے لاہور

نہیں ملتے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

۱۴ دسمبر ۱۹۵۰ء جمعرات

اللہ تبارک و تعالےٰ نے ہر چیز کے حاصل کرنے کے لئے اسباب پیدا کئے ہیں۔ جو چیز حاصل کرنا چاہیں اس کے مناسب حال اسباب میں ہاتھ ڈالیں، وہ چیز مل جائے گی۔ دنیا کا نظام ہی یہی ہے۔ یہ نہیں کہ بیر حاصل کرنا چاہیں تو کیکر پر چڑھ جائیں۔ اسی طرح اگر آپ چاہتے ہیں کہ عزت، راحت اور آرام ملے، تو اللہ کا ذکر کیا کریں۔ ذکر سے اعراض کریں گے، تو عزت و راحت نہیں مل سکتی۔ ایسے امیر آدمی جن کے پاس سب کچھ ہو۔ لیکن اللہ کی یاد سے غافل ہوں، اگر ان کے دل ٹٹول کر دیکھیں گے، تو راحت سے خالی پائیں گے۔ حالانکہ راحت و آرام کے سارے اسباب ان کے پاس ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ دل کی راحت اور آرام اسبابِ دنیوی پر موقوف نہیں بلکہ ذکر الٰہی پر ہے۔

رات کو جلدی سو جایا کریں اور صبح جلدی اٹھا کریں۔ آج کل راتیں لمبی ہیں۔ سحور کے وقت اٹھ کر اکیلے بیٹھ کر ذکر کیا کریں۔

ہر وقت پا برکاب رہیں۔ موت کو یاد رکھا کریں۔ پتہ نہیں کب موت آ جائے۔ اگر گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کریں۔

پنجابیوں میں ایک نقص ہے۔ خاص طور پر لاہوریوں میں، کہ یہ لائی لگ ہیں۔ پکے ارادے والے نہیں۔ ہر جماعت میں جا گھستے ہیں کبھی ادھر کبھی ادھر، میں کئی جماعتوں کو حق پرست سمجھتا ہوں، لیکن اپنی مسجد چھوڑ کر وہاں نہیں چلا جاتا۔ اس لئے کہ میرا اپنا پروگرام ہے۔

۲۱ دسمبر ۱۹۵۰ء جمعرات

ذکر میں رکاوٹ کے اسباب اور ان کا علاج

اللہ تعالےٰ نے ہمیں دنیا میں اپنی یاد کے لئے بھجوایا ہے لیکن اس میں رکاوٹ ڈالنے والے بے شمار اسباب ہیں۔ سب سے پہلے تو اپنا نفس ہے اس کی خواہشات اتنی ہیں کہ ان کے پورا کرنے میں خدا کی یاد میں رکاوٹ پڑتی ہے۔ پھر نفس اطاعتِ الٰہی سے رکتا ہے اور سستی کرتا ہے۔ اس کے بعد ناسوتی تعلقات ہیں۔ جن میں سب سے پہلے بیوی بچے آتے ہیں اگر شادی نہ کریں تو طبیعت پراگندہ رہتی ہے۔ اگر کریں تو بچے پیدا ہوتے ہیں اور بال بچوں کی ضروریات مہیا کرنے میں سرگرداں رہنا پڑتا ہے خدا کی یاد سے غفلت ہو جاتی ہے۔ عام طور پر لوگ یہی کہا کرتے ہیں کہ بال بچے دار ہیں ان کی ضروریات میں لگے رہتے ہیں۔ فرصت نہیں ملتی۔ اس لئے درس میں نہیں آ سکتے۔ دین نہیں سیکھ سکتے۔ خدا کو یاد نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد کاروباری حالات ہیں۔ ملازم ہیں تو افسروں کی رعایت کرنی پڑتی ہے اور ان کی خاطر دینی نافرمانیاں کرنی پڑتی ہیں اور دین پر نہیں چلتے۔

ان رکاوٹوں کو دور کرنے کی فقط ایک تدبیر ہے اور وہ ہے بکثرت ذکر الٰہی۔ اللہ کا نام بکثرت لینے سے نہ نفس آڑے آئے گا نہ بیوی بچے، نہ برادری نہ افسر وغیرہ۔ ذاکر سب سے پہلے اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کی تدبیر کرتا ہے۔ پھر دوسروں کی فکر کرتا ہے۔ اس کے اندر جرأت ایمانی ہوتی ہے۔ اگر جرأت نہ ہو تو ایک چچی بھی ایمان چھین کر لے جاتی ہے۔ نانی ورغلا لیتی ہے اور باجا بجانے کے لئے مجبور کر دیتی ہے۔ جرأت ایمانی ہو تو آدمی ٹھوک کر جواب دے دے کہ تم سب سر پٹک کر مر جاؤ ایسا نہیں ہو گا۔ تو پھر کوئی بھی آڑے نہیں آئے گا۔ ساری برادری سیدھی ہو جائے گی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے اپنی قوم کو ٹھوک کر جواب دیا۔ سورہ ممتحنہ" تمہارے لئے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں نمونہ ہے۔ جب انہوں نے اپنی قوم کو صاف کہا کہ ہم تم سے اور تمہارے معبودوں سے بیزار ہیں۔ ہمارے اور تمہارے درمیان دشمنی ظاہر ہو چکی ہے۔ ہم تمہارا انکار کرتے ہیں، یہاں تک کہ تم ایک خدا پر ایمان لاؤ" صبح کے وقت اٹھا کرو۔ اس وقت دو چار یا آٹھ نفل پڑھو۔ اور پھر نماز فجر سے پہلے دو چار ہزار بار اللہ کا ذکر کرو۔ پھر اس کے بعد بیوی بچوں کی فکر کرو اول خویش بعد درویش اگر ذکر میں سے کچھ بچ جائے تو نماز فجر کے بعد پورا کرو۔ اگر پھر کچھ بچ جائے تو ظہر سے پہلے پورا کرو۔ اگر پھر کچھ بچ جائے ظہر کے بعد پورا کرو۔ غرض دن میں پورا ہو جائے۔

کل ایک دوست نے ذکر کیا کہ عشاء کے بعد ذکر کرتا ہوں لیکن نیند آ جاتی ہے۔ اس لئے رہ جاتا ہے۔ میں نے کہا اس کا وقت بدلا۔ کہ فجر سے پہلے کیا کرو۔ تاکہ اگر رہ جائے تو سارے دن میں پورا ہو سکے۔ یہ نہیں کہ سارا دن ختم کر کے عشاء کے بعد ذکر کرو۔ اس وقت تو نیند آ جاتی ہے۔ عشاء کے بعد جلدی سو جایا کرو اور سحور کے وقت اٹھا کرو۔

خطبہ جمعہ ۳ر رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ ۱۶ر دسمبر ۱۹۶۶ء

روزہ کا حاصل تقویٰ شعاری و پرہیزگاری اور تقربِ الٰہی ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ تعالیٰ

الحمد للہ وکفی وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفی: اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝
(س البقرہ رکوع ۲۳)

اے ایمان والو! تم پر روزہ ایسا ہی فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض تھا کہ تم تقوٰے حاصل کرو۔

بزرگان محترم! تقویٰ دراصل دل کی اس کیفیت کو کہتے ہیں جو انسان کو نفرت اور طاعات کی رغبت دلائے روزہ بلکہ تمام عبادات کا حاصل یہی تقوٰے ہے۔ پس روزہ داروں کو یہ محاسبہ کرتے رہنا چاہیے کہ ان کے اندر یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے یا نہیں؟

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک دفعہ جب رمضان المبارک آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے ارشاد فرمایا ”لوگو، رمضان کا مہینہ آ گیا، یہ بڑی برکت والا مہینہ ہے۔ اللہ تعالےٰ۔ اس میں اپنے خاص فضل و کرم سے تمہاری طرف متوجہ ہوتا ہے، اپنی خاص رحمتیں نازل فرماتا ہے، خطائیں معاف کرتا ہے دعائیں قبول فرماتا ہے اور اس مہینہ میں طاعات و حسنات اور عبادات کی طرف تمہاری رغبت اور مسابقت کو دیکھتا ہے اور مسرت و مفاخرت کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھی دکھاتا ہے پس اے لوگو! اس مبارک دنوں میں اللہ پاک کو اپنی نیکیاں ہی دکھاؤ (یعنی عبادات و حسنات کثرت سے کرو) بلاشبہ وہ شخص بڑا بدبخت ہے جو رحمتوں کے اس مہینے میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہے۔

(رواہ الطبرانی)

روزہ بھوکے اور پیاسے رہنے کا نام نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قولی و عملی گناہوں اور مکروہات سے بچنے اور پرہیز کرنے کی تاکید فرماتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا:-

مَنْ لَمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَ شَرَابَہٗ (رواہ البخاری)

جو شخص روزہ کی حالت میں جھوٹ اور بیہودہ باتوں اور غلط اور بیہودہ اعمال سے پرہیز نہ کرے تو اللہ کو اس کے بھوکے اور پیاسے رہنے کی کچھ پرواہ نہیں۔

ایک اور موقع پر فرمایا:-

اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احدٌ او قاتلہ فلیقل انی صائم۔

جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو اسے چاہیئے کہ نہ عورتوں سے میل جول کی باتیں کرے اور نہ شور و غل مچائے۔ اگر اسے کوئی گالی بھی دے یا لڑائی کرے (تو خود اس کے مقابلے میں کچھ نہ کرے) کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔

ترک رفث میں اقوال و افعال شہوانی سے روکنا مراد ہے ترک صخب میں درندوں کی طرح شور و غل کرنے اور غصّہ و تیزی سے روکنا مطلوب ہے ترک سب میں مطلق اقوالِ قبیحہ سے روک تھام ہے اور ترک قتل سے مراد مطلق اقوال قبیحہ سے ممانعت ہے۔

پھر جو لوگ روزے کی حالت میں بھی معصیات و خرافات سے پرہیز اور احتیاط نہ کریں ان کے متعلق ارشادِ نبوی ہے کہ کتنے ہی روزہ دار ہیں کہ ان کے روزوں کا حاصل بھوک پیاس کے سوا کچھ نہیں اور کتنے ہی شب زندہ دار ہیں جن کی راتوں کی نمازوں کا حاصل اور نتیجہ رات کے جاگنے اور نیند خراب کرنے کے سوا کچھ نہیں۔

(رواہ الدارمی)

حاصل

یہ نکلا کہ روزہ کا اصلی مقصد یہ ہے کہ انسان ہر قسم کی برائی، بدی اور گناہ سے بچے اور ریاضت و مجاہدہ

(باقی صد ۱۷ پر)

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ

میں درسِ قرآن

مرتبہ
محمد عثمان غنی
بی۔اے

منعقدہ ۳۱ جولائی ۱۹۶۶ء

لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ

تم پر خنزیر کا گوشت حرام ہے۔ کیونکہ اگر خنزیر کھاؤ گے۔ تو جو خنزیر کے اثرات ہیں۔ وہ تم میں منتقل ہو جائیں گے۔ اور یہ آپ پڑھے لکھے میرے دوست جانتے ہیں۔ دنیا کی کسی بھی طبِّ قدیم کی کتاب کو اٹھا کر دیکھ لو، طبِّ جدید کو اٹھا کر دیکھ لو۔ انسائیکلو پیڈیا کسی زبان کا اٹھا کر دیکھ لو۔ خنزیر کے خواص کیا لکھے ہیں۔ ان میں سب سے بڑی خاصیت جو خنزیر کی لکھی ہے۔ وہ بے حیا ہوتا ہے بے حیائی خنزیر کا ایک وصفِ ممتاز ہے۔ جب خنزیر کا گوشت کھایا جائے گا۔ تو حیا پیدا ہوگی یا بے حیائی پیدا ہو گی؟ یقیناً بے حیائی پیدا ہوگی۔ تو فرمایا کہ تم پر حرام ہے۔ خنزیر کا گوشت طبّی اصول کے لحاظ سے بھی یہ حرام ہی ہے ہمیں اس طب کی کیا ضرورت ہے۔ ہم عرض کر رہے ہیں قرآن مجید کی روشنی میں فرمایا وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ حرام کر دیا گیا تم پر مردار، جو اپنی موت خود مرا ہو وَالدَّمُ اور حرام کر دیا گیا تم پہ خون، وہ دمِ مسفوح جو جانور کے بدن میں بہتا ہے چلتا پھرتا ہے۔ ذبح کے وقت بہتا ہے۔ وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ اور حرام کر دیا گیا تم پر خنزیر کا گوشت تو خنزیر کا گوشت کیوں حرام ہے؟ اسلئے کہ خنزیر خود حرام ہے۔

وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور حرام کر دیا گیا تم پر وہ جانور جس پر نام بلند کیا جائے۔ اللہ کے سوا کسی اور کا۔ اس بات کو ذرا سمجھ لیں۔ مَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ دوسرے مقام پر فرمایا کہ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ دونوں الفاظ قرآن مجید میں آتے ہیں۔ میرے دوستو! اور میرے بزرگو! یہاں پہ لفظ آتا ہے۔ مَا اُهِلَّ اور یہ لفظ قرآن مجید میں اسی ضمن میں آتا ہے۔ اس کو ذرا سمجھ لیجئے، پھر مسئلہ خود سمجھ میں آجائے گا۔ اِہلال میرے بزرگو! ھ اور لام، الف سے پہلے ہو اِہلال یا اِستہلال یہ کہتے ہیں کسی چیز کی ابتدا زندگی کو۔ اسی ابتدا کو ہلال کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں ہماری فقہ کی کتابوں میں ہے۔ جب کوئی بچہ پیدا ہو جائے۔ اَنِ اسْتَهَلَّ فَصَلِّ عَلَیْهِ وَسَمِّ فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہو۔ پیدا ہونے کے بعد اَنِ اسْتَهَلَّ اگر وہ بچہ ہل پڑے (ہماری اردو بھی شاید اسی سے بنی ہے "ہلنا جُلنا") اگر وہ بچہ ہل پڑے، آواز نہیں نکالی، ہل پڑا۔ اس میں آپ نے دیکھ لیا۔ کہ زندگی کے کچھ آثار ہیں۔ پیدا ہوتے ہی بچے نے ذرا سی حرکت کی، ایک سانس لیا۔ ہونٹوں کو ہلایا۔ .. .. .. زبان کو ہلایا، ذرا سا رویا، اور پھر وہ مر گیا۔ اب یہ ایک انسان بن گیا۔ یہ تمہارا ووٹر ہے قیامت کا تمہارا شفیع ہے۔ اس کا نام بھی رکھو اس کا نماز جنازہ بھی پڑھو۔ اس کو غسل بھی دو اور دفن کرو۔ مسلمان کا بچّہ جب پیدا ہوا۔ اور پیدا ہوتے ہی اَنِ اسْتَهَلَّ اس میں حرکت پیدا ہوئی، زبان میں حرکت پیدا ہوئی۔ تم نے محسوس کر لیا۔ پاس بیٹھنے والوں نے کہ یہ بچہ زندہ پیدا ہوا ہے۔ ایک اعشاریے میں سیکنڈ کے ہزارویں حصّے میں اس نے حرکت کی۔ پھر وہ فوراً دنیا سے چلا گیا۔ اب یہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنے والا بن گیا۔ یہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّتی ہے۔ اب کیا کرو؟ اس کا نام رکھو۔ قیامت کے دن اپنے نام سے پکارا جائے گا اس کو تم غسل دو۔ اس کی تم نماز جنازہ پڑھو اور پھر یہاں میں ایک اور بات عرض کردوں۔ نماز جنازہ میں کیا پڑھتے ہیں؟ آتا ہے؟ آتا ہو گا۔ آپ تو پڑھے لکھے دوست ہیں۔ بڑے کا جنازہ کیا پڑھتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا۔ (سبحان اللہ! اسلام نے کتنی محبت پیدا کرنے کی کوشش کی مسلمان میں) دیکھئے مرتے وقت کی دعائیں دیکھئے، زندگی کی دعائیں دیکھئے۔ جب کوئی مر جائے تو کیا کرتے ہیں؟ اس کی میّت کو آگے ڈالو۔ میّت سامنے نہ ہو تو جنازہ ہوتا ہے؟ نہیں ہوتا (احناف کے ہاں) معلوم ہوتا ہے بدن کے ساتھ روح کا کچھ تعلق ہے۔ میّت کو سامنے رکھو، کیا کہو؟ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا اے اللہ ہمارے فرزندوں کو بخش، جتنے ہم زندے ہیں۔ سبکو بخش، وَمَیِّتِنَا اللہ تعالیٰ ہمارے اس میّت کو بخش (اور باقی مردوں کو بھی بخش) عاقل بالغ میت کے لئے کیا ہوتا ہے؟ دعائے مغفرت (سوائے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے) یاد رکھو! امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ نہیں پڑھا گیا اس لئے کہ اُمّت نبی کا جنازہ پڑھے؟ امت نبی کو خدا سے بخشوائے؟ بھائی امت نبی کو بخشوائے گی کہ خدایا ہمارے نبی کو بخش؟ (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم) امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ نہیں پڑھا گیا۔ اس لئے کہ امت نبی کو خدا سے بخشوائے؟ امت نبی کا جنازہ پڑھے؟ وہ تو معصوم ہیں، وہ تو مغفور ہیں۔ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ۔ اٹھا کر دیکھ لیجئے حدیث کی کتابوں کو، سیرت کی کتابوں کو اور اردو میں قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ نے جو کتاب لکھی ہے "رحمۃ اللعالمین" مجھے تو بڑی پسند ہے مجھ جیسے گناہ گار پر اثر ہوتا ہے۔ اس کے پڑھنے سے۔ میں درخواست کروں گا۔ کہ آپ دوست بھی ضرور پڑھیں جنہوں نے نہیں پڑھی "رحمۃ اللعالمین" تین جلدوں میں ہے۔ قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ جو جج تھے۔ انہوں نے لکھی ہے۔ حضور کی سیرت کی کتاب اس میں دیکھ لیجئے۔ انہوں نے زرقانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب دنیا سے بظاہر تشریف لے گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی جگہ رکھا گیا اور تجویز یہ ہوئی کہ پہلے دوست کیا کریں؟ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھیں اور پھر انہوں نے وہ درود بھی نقل کیا ہے۔ چنانچہ پہلے جبرئیل امین ؑ اور مقرّبان بارگاہِ الٰہی فرشتے آئے انہوں نے آکر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ ان کے بعد انسان آئے، خلفاء آئے، اور دس دس آدمی اکٹھے جاجا کر امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درودو سلام پڑھتے تھے۔ جنازہ نہیں پڑھا گیا کون کہتا ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ پڑھا گیا؟ غلط کہتے ہیں نبی کا جنازہ امت پڑھے؟ امت بخشوائے گی نبی کو؟ ہم ایسا نبی نہیں چاہتے جو امت کی دعاؤں اور مغفرتوں کا محتاج ہو۔ ہم جو کبھی کبھی حضور انور جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ وہ تو رفعِ درجات کے لئے ہوتے ہیں۔ یہی مقصد ہے۔ درود مقدس کا۔ سب پڑھ لیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

تو ہر بالغ کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ (نبی کے سوا) صحابہ کے پڑھے گئے غوثوں کے پڑھے گئے قطبوں کے پڑھے گئے۔ علماء کے پڑھے گئے صلحاء کے پڑھے گئے۔ اور ہم جیسے گناہ گاروں کے پڑھے جاتے ہیں، پڑھے جائیں گے۔ آج تو وہ خوش نصیب ہے۔ جس کی نماز جنازہ پڑھی جائے آج تو متقیوں کا ہی پتہ نہیں صحیح حدیث میں وارد ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب امت گناہوں سے پُر ہو جائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ جس وادی میں یہ ہلاک ہو جائیں گے اور انسان آخر زمانے میں قیامت کے قریب مولی گاجر کی طرح رگڑے جائینگے پتہ نہیں ہو گا۔ کہاں ختم ہوا، کس نے مارا، کس نے قتل کیا، کیسے قتل ہوا، کچھ پتہ نہیں چلے گا۔ اللہ تعالیٰ بری موت سے مجھے بھی اور آپ کو بھی بچائے۔

میرے دوستو! اور میرے بزرگو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کا میں نظام بتا رہا تھا اور لفظ ہلال کا مسئلہ حل کر رہا ہوں۔ کہ جب بچہ ہل پڑے تو اس کا نام رکھو اور اس کی نماز جنازہ پڑھو—یہ سب برکات ہیں میرے شیخ لاہوری نور اللہ مرقدہٗ کی، اللہ میرے مشائخ کو، آپ کے استادوں کو اللہ اپنی رحمتوں سے نوازے، اللہ ان کی قبروں کو پر نور بنائے ورنہ ہم جیسے گناہ گار اتنی باتیں کہاں کر سکتے ہیں۔ میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں۔ میں نے کبھی درس قرآن نہیں دیکھا۔ اور دیکھوں تو میرا حافظہ ہی نہیں ہے۔ یہ آپ دوستوں کی برکت ہے اور میرے شیخ کے روحانی تصرفات ہیں۔ کہ جب میں قرآن کھولتا ہوں اللہ تعالیٰ میرے سینے کو کھول دیتا ہے۔ اللہ مجھے عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ اور میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ میں فخر نہیں کر رہا۔ اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میرے شیخ کی برکات سے میرے سینے کو قرآن کے سمجھنے کے لئے کھول دیا ہے۔ اللہ اسمیں اور بھی برکت پیدا فرمائے۔ اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

تو استہلال کے مسئلے پر میں عرض کر رہا تھا۔ فرمایا کہ اگر بچّہ ہل پڑے تو اس کی نماز جنازہ پڑھو اور اس کا نام رکھو۔ اور جنازے میں کیا پڑھتے ہیں؟ میں یہاں مسلمان کی حیثیت پر ذرا بحث کرنا چاہتا ہوں۔ بڑے کا جنازہ کیا پڑھتے؟ ویسے اللہ اس کو بخش دے۔ چھوٹے کو بخش۔ بڑے کو بخش، اللہ مردوں کو بخش، عورتوں کو بخش، اللہ زندوں کو بخش، مُردوں کو بخش، لیکن چھوٹا بچہ مر گیا، ایک بچہ پیدا ہوا، غریب سے غریب انسان کا، گناہ گار سے گناہ گار انسان کا ایک بچی پیدا ہوتی ہے، بچی پیدا ہوتے ہی ایک لمحہ کے لئے؟ سانس لیتی ہے۔ آہ کرتی ہے۔ بس پھر وہ مر جاتی ہے حکم ہے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ بچی کا نام رکھو، بچی کو غسل دو۔ بچی کو کفن پہنا دو۔ اور بچی پر نماز جنازہ پڑھو۔ کیا پڑھتے ہیں نماز جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد؟ یاد ہے کیا پڑھتے ہیں۔ وَاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً (بچی کے لئے)۔ اور بچّے کے لئے وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا اے اللہ یہ چھوٹا سا وجود، یہ ایک فٹ کا وجود، یہ ایک بالشت کا وجود، جس نے نہ پڑھا ہے نہ لکھا ہے۔ نہ کلمہ پڑھا، نہ کلمہ سنا مگر ہے تیرے نبی جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کی اولاد، اس کی ماں بھی مسلمان، اس کا باپ بھی مسلمان اللہ اس بچے کو ہم تیرے سامنے پیش کرتے ہیں، یا اللہ اس بچے کو ہمارے لئے شفیع قرار دے دے، یہ قیامت کے دن ہماری شفاعت کرے، اور خالی اسی پر اکتفا نہ ہو، اس کی شفاعت یا اللہ تو قبول بھی کر۔ مسلمان کا کتنا مقام ہے۔ خداوند قدوس کے ہاں! ایک چھوٹا سا بچہ بھی اللہ کے ہاں شفیع ہے میرے بزرگو! شفاعت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی برحق ہے۔ شفاعت اولیاء کی برحق ہے، شفاعت حفّاظ کی برحق ہے (دیکھ لیجئے فتاویٰ امدادیہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) پھر انہوں نے شفاعت کی کتنی قسمیں لکھی ہیں۔ اور مسلمانوں میں سے کس کس کو شفیع ہونے کے لئے آپ نے منتخب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہیں تو یہ وجود انسانوں کی شفاعت کریں گے۔ حافظ شفاعت کریں گے، عالم باعمل شفاعت کریں گے۔ غازی فی سبیل اللہ شفاعت کرے گا اور یہ چھوٹے بچے بھی شفاعت کریں گے۔ حدیثوں میں بڑی تفصیل آتی ہے۔ اس وقت میرا وہ موضوع نہیں ہے۔

تو استہلال کہتے ہیں۔ ابتدائی کام کو۔ تو وہاں کیا فرمایا۔ اِنِ اسْتَهَلَّ اس بچے میں ابتدائی زندگی کے آثار معلوم ہو گئے۔ تو اب وہ انسان ہے۔ وہ مسلمان ہے۔ تم اس کا نام بھی رکھو تم اس پر نماز جنازہ بھی پڑھو۔ تم اس کو کفن بھی پہناؤ۔

(باقی آئندہ)

حضرات مشائخِ عظام کا ذوقِ تلاوت

جمیل احمد میواتی

تلاوتِ فضائل قرآن مجید کے سلسلہ میں بہترین رسالہ اردو زبان میں حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ العالی شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارن پور کا "فضائل قرآن" ضرور دیکھنا چاہیے۔ گھر میں بیوی بچوں کو، مساجد میں نمازیوں کو اور اسی طرح مختلف مجالسِ خیر میں اس رسالہ کا بار بار سنانا انشاء اللہ تعالیٰ بہت نافع ثابت ہوگا اور ہوا ہے۔ لوگ سرسری طور پر ایک دینی رسائل کو دیگر کتب کی طرح ایک بار مطالعہ کرکے پھر دوبارہ دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے یہ دینی بے ذوقی کی علامت ہے۔ احادیث مبارکہ کی تشریحات بھی بھلا ایسی ہیں کہ ایک مرتبہ دیکھ لینے کے بعد انسان اپنے آپ کو ان سے مستغنی سمجھ لے؟ لہٰذا عزیز و حضرت کے اس رسالہ کو اور اسی طرح دیگر مختلف رسائلِ فضائل کو بار بار خود بھی مطالعہ کیجئے اوروں کو بھی سنائیے۔ دیکھا گیا ہے کہ حضرت کی مبارک تصانیف سے طبیعتوں میں دینی انقلاب پیدا ہو جاتا ہے اگر آپ اپنے گھر والوں میں اور معاشرہ میں دینی فضاء قائم کرنا چاہتے ہیں تو چاہیے کہ ضرور ان کتب عالیہ کا مطالعہ غور سے کریں۔ تصانیف میں صاحب تصانیف کے تقوےٰ و طہارت کا ضرور رنگ آتا ہے۔ پھر حضرت کی شان کو تو لوگ بخوبی جانتے ہیں۔

ذیل میں "فضائلِ قرآن مجید" کا بیان تو نہیں ہے چونکہ فضائل کے ذیل میں حضرت اقدس کا رسالہ کافی ہے۔ یہاں تو صرف اولاً حضرات مشائخ چشت اہل بہشت نور اللہ مرقدہم اور ثانیاً دیگر مشائخ کبار کا ذوقِ تلاوت کا بیان ہوگا۔ اس کی وجہ ذہن میں یہ آئی ہے کہ عام طور پر پڑھے لکھے لوگ بھی یہ ہی نظریہ رکھتے ہیں یہ گذشتہ زمانہ کے پیرانِ عظام اپنے مخصوص ریاضت و مجاہدہ کے علاوہ پیری مریدی کرتے ہوں گے اور بس۔ جیسا کہ بدقسمتی سے حضرات مشائخ چشت اہل بہشت کے متعلق لوگ صرف قوالی اور سماع سننے ہی کو ان کی ساری زندگیوں کا نچوڑ اور خلاصہ جانتے ہیں۔ یہ ان حضرات پر تہمت ہے۔ یہ بات عدم معرفت اور کم علمی پر دلالت کرتی ہے اہل اللہ خواہ کسی بھی سلسلہ کے ہوں، سب سر آنکھوں پر، سب واجب الاحترام لیکن سر زمین ہند میں نور اسلام کے پھیلانے میں اوّلاً کامیابی ان ہی حضرات مشائخ چشت کو نصیب ہوئی۔ گو بعد میں بفضل تعالیٰ دیگر سلاسل کے مشائخ نے اپنے اپنے دور میں یہ شمعٔ اسلام روشن باقی رکھی۔ حیف ہے آج اس دور کے چشتی کہلانے والوں پر کہ سماع کی نہایت بھونڈی شکل جس کو آجکل کی اصطلاح میں قوالی کہا جاتا ہے کے سننے ہی کو چشت قرار دیتے ہیں حالانکہ حضرات مشائخ چشت زبردست صاحب علم، علمی مشغلہ رکھنے والے، اتباعِ سنت میں کمال درجہ رکھنے والے اور باطن کے ماہر تھے۔ رات دن محنت و مجاہدہ کی زندگی گذارتے تھے۔ دنیا اور اہل دنیا، سلاطین و امراء کے یہاں خود چل کر حاضر ہونا درکنار ان کے پے درپے اصرار و اظہار تمنّا پر بھی ان کے دروں پر حاضری نہ دیتے تھے! تعجب ہے ان اوصاف و کمالات کو لوگ یکسر بھلا بیٹھے اور ان کے سماع سننے کو جس میں اختلاف بھی ہے اور وہ حضرات کہ کن کن شرائط کیساتھ سنتے تھے سب کو محو کرکے چشت کو صرف قوالی کی محفلوں میں محصور کر دیا۔ آج تو یہاں شرائط تو درکنار فسق و فجور کی کثرت ہے حتیٰ کہ فرض نمازوں تک کی بھی پرواہ نہیں کرتے اسی لئے اولاً یہ تبلایا جائے گا کہ یہی حضرات چشت علاوہ دیگر عبادات و مجاہدات کے قرآن مجید کی تلاوت میں کس درجہ والہانہ طور پہ مشغول رہتے تھے شاید ہم نام نہاد چشتیوں کو کچھ شرم آ جائے۔ اور نقلی چشت سے بیزاری نصیب ہو جائے!

قرآن مجید حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا مبارک کلام ہے۔ جس طرح حق سبحانہٗ و تعالےٰ کو ساری مخلوق پر بحیثیت خالق ہونیکے ہر اعتبار سے لامحدود برتری حاصل ہے اسی طرح اس کے کلام کو تمام مخلوق کے کلاموں کے مقابلہ میں برتری و فضیلت حاصل ہے احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ ایک شخص رات دن تلاوتِ قرآن مجید میں اپنے آپ کو مشغول رکھتا ہے علاوہ فرائض علیہ کے اور اس کو اس کی کثرت دعا کے مانگنے سے بھی باز رکھتی ہے تو اس کو ان لوگوں کے مقابلہ میں جو دعا مانگ رہے ہیں بلا مانگے تلاوت کی کثرت کی برکت سے زیادہ عطا کیا جائے گا۔

ایک کتاب میں حضرت امام احمد بن حنبل نور اللہ مرقدہٗ کا ایک خواب درج ہے کہ انہوں نے خواب میں حضرت حق جل مجدہٗ کی زیارت کی، عرض کی یا اللہ آپ تک پہنچنے کا قریب تر راستہ کون ہے ارشاد فرمایا "میری کتاب کی تلاوت کی کثرت"۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو سید المعصومین ہیں نماز میں اس کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے کہ پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ وتر کی ایک ہی رکعت میں صبح تک پورا قرآن مجید ختم کر لیا کرتے تھے۔ اسی طرح بہت سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور دیگر مقبولین کے کثرتِ تلاوت کے واقعات کتب سیر میں موجود ہیں۔ افسوس آج ہم ان واقعات کو پڑھتے بھی تو نہیں۔ چونکہ حضرات صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کے واقعات کہیں نہ کہیں کتب میں مذکور بھی ہیں مگر مستقلاً حضرات پیرانِ عظام بالخصوص

مشائخ چشت اہل بہشت کے واقعات مذکور نہیں ہیں۔ اس لئے بھی یہ مضمون مرتب کیا جا رہا ہے۔ کہ یہ حضرات مشائخ ان ہی حضرات صحابہ کرام کے سینہ بسینہ منتقل ہونے والے انوار و برکات و اوصاف و کمالات کے حامل ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

عام طور پر سنا جاتا ہے کہ صاحب جب قرآن مجید کو سمجھا ہی نہیں جاتا تو خالی تلاوت سے کیا حاصل خوب جان یہ بات نہایت ناقص، غلط اور لغو ہے۔ یہ کہنے والے علم دین سے بالکل بے بہرہ ہیں لہٰذا ان کی بات نہ سند ہے نہ ان کا "قول معیار" احادیث مبارکہ میں خالی تلاوت کرنے پر ہی تو ہر حرف کے بدلہ دس نیکیاں تو کم از کم زیادہ کی حد نہیں پھر اپنی اپنی استعداد و اخلاص کے بقدر حاصل کرنا ہی لکھا ہے۔ دس سے کم تو کوئی بھی محروم نہیں رہے گا۔ عطا فرمانے والے اللہ تعالیٰ خوشخبری سنانے والے صادق الامین مخبر صادق سید العاقلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان جاہلوں بے پر کی اڑانے والوں کی مت سنو! رہا سوال معانی و مطالب سے آگاہی حاصل کرنے کا یقیناً یہ علم نہایت مبارک ہے اس کا کون منکر ہے۔ بالیقین جان کر سمجھ کر پڑھنے پر فضیلت تو حاصل ہے مگر سرے ہی سے ایک حق بات کا انکار کرنا یہ تو ہلاکت ہے۔ تلاوت کلام پاک سراسر خیر و برکت و نزول رحمت الٰہیہ کا سبب ہے۔ یوں تو تلاوت کلام پاک اپنے آداب و شرائط کے ساتھ ہر وقت کر سکتا ہے پھر نماز کی حالت کے سوا اوقات مکروہہ میں بھی بلا تامل تلاوت کر سکتا ہے۔ لیکن رمضان شریف کے مبارک مہینے کو تلاوت کلام پاک سے خاص نسبت حاصل ہے لوحِ محفوظ سے تمام کا تمام قرآن مجید اسی ماہ مبارک میں آسمان دنیا پر نازل ہوا وہاں سے تھوڑا تھوڑا حکمت خداوندی سے حضرت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر سید الملائکہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے ذریعہ ۲۳ سال میں نازل ہوا۔ افسوس آج جس ذات پاک پر قرآن مجید نازل ہوا ان کی تشریحات و تفسیر جو احادیث مبارکہ کی شکل میں قلب اطہر پر حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی طرف سے القاء ہوئیں ان کے بغیر ہی یہ "بلا معنی سمجھے تلاوت کرنے کو عبث سمجھنے والے" (معاذ اللہ) قرآن مجید کو حرف و لغت کی بنا پر سمجھنے کو حق اور صحیح سمجھتے ہیں۔ ارے نادانوں حضرات صحابہ کرامؓ اہل زبان تھے۔ ظاہر و باطن میں اوصاف و کمالات سے آراستہ تھے، صحبت عالیہ میں رہتے تھے پھر بھی آیات کے نازل ہونے پر مراد خداوندی کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کرنے کے محتاج نظر آتے تھے" اے لندن اور ہالینڈ میں اسلامی ریسرچ کے سلسلہ میں اسٹیڈی کرنے والو ذرا معلوم تو کرو کہ دلوں میں تمہارے ایمان بھی باقی رہا ہے یا نہیں اگر باقی رہا ہوتا تو زکوٰۃ اور سود کے بارے میں جو عقیدہ چودہ سو سال سے چلا آ رہا ہے اس میں ترمیم کی نہ سوچتے۔ ہمارے ایک صوفی صاحب جن کا بیٹا بھی ولایت گیا ہے۔ صوفی صاحب بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ میرا بیٹا اسٹیڈی کے لئے ہالینڈ گیا ہے جو گیا ہے ہالینڈ وہ تو خیر ایمان کھو کر ہی آئے گا اور جو فخر کرتے ہیں۔ گردن انکی بھی عند اللہ ناپی جائے گی۔ اب وقت ہے توبہ کر لو۔ یہ فخر و مباہات کا موقع نہیں یہ تو چار آنسو بہانے اور غم کھانے کا وقت ہے؟

دین اور فہم قرآن حضرات اہل اللہ سے ملتا ہے۔ لندن اور ہالینڈ میں اور پھر عیسائی دشمن اسلام پروفیسروں کی زیر نگرانی جو تفاسیر پڑھو گے تو کیا وہاں ایمان بچے گا؟ وہ تو تمہیں اسلام و قرآن کا مخالف بنا کر بھیجیں گے۔

بہر حال دوستو رمضان شریف کا مبارک مہینہ آ گیا ہے۔ خوب ذوق و شوق سے وقت نہ بھی ہو تو وقت نکال کر کثرت سے تلاوت کرو۔ معنی و مطالب معلوم کرنے ہوں تو اپنے حضرات اکابر دیوبند جہاں درس دیتے ہوں وہاں شریک ہو جایا کرو جیسے لاہور میں حضرت عالی مولانا لاہوری نور اللہ مرقدہٗ چالیس سال خالصاً لوجہ اللہ درس قرآن دے کر ہزاروں انسانوں کے قلوب کو منور کر گئے آج ان کی جگہ ان کے لائق صاحبزادہ درس دیتے ہیں۔

واقعات اہل اللہ کے پڑھنے سے طبائع متاثر ہوتی ہیں اس لئے بھی چند واقعات درج کئے جاتے ہیں۔ اس سے قبل مشہور مشائخ چشت حضرت خواجہ برہان الدین غریب نور اللہ مرقدہٗ نے تلاوت کلام کے ذیل میں کچھ ارشادات فرمائے ہیں وہ نقل کئے جاتے ہیں "تلاوت کلام پاک کے وقت اگر عذاب و رحمت کی آیات آئے تو اس وقت تلاوت کرنیوالے تامل اور تفکر کریں۔ اگر حق تعالیٰ کی صفات کی آیات آئیں تو وہ تواضع اختیار کریں اور جب حق تعالیٰ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفار کی جسارت کا ذکر ہو تو اس کو آہستہ اور شرم کے ساتھ پڑھیں۔ تلاوت کے وقت یہ خیال رہے کہ خداوند تعالیٰ ان سے کچھ فرما رہے ہیں خداوند تعالیٰ کی تجلی کلام پاک کے حروف میں تبدیل کر دی گئی ہے اس وجہ سے آنکھ اور دل اس تجلی کی تاب لا سکتے ہیں ورنہ زمین و آسمان بھی اس کی تجلی کے متحمل نہیں ہو سکتے"۔

خواجہ خواجگان جہاں سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری چشتی نور اللہ مرقدہٗ کے متعلق سیر الاقطاب میں مذکور ہے کہ آپ رات کو بہت کم سوتے تھے اور بالعموم عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرماتے تھے ذوق تلاوت کلام اللہ شریف کا یہ عالم تھا کہ ایک بار دن میں اور ایک بار رات میں کلام پاک ختم کرتے۔

آپ کے خلیفۂ اعظم حضرت خواجہ قطب الدین بختیار نور اللہ مرقدہ نے آخر عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ اور مجاہدہ کا یہ عالم تھا کہ ہر روز دوبار قرآن مجید ختم کرتے۔ جیسا کہ سیر الاولیاء میں مذکور ہے۔

(باقی آئندہ)

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مولانا تاج محمود مدیر ہفت روزہ "لولاک" لائلپور

۲۳ نومبر ۱۹۶۶ء کو خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب کا اپنے آبائی قصبہ شجاع آباد میں وصال ہو گیا اور انہیں دوسرے دن مغربی پاکستان کے تقریباً تمام شہروں قصبوں اور علاقوں سے آئے ہوئے ہزاروں عقیدت مندوں، دوستوں اور ساتھیوں نے آخری سلامِ محبت پیش کرنے اور نماز جنازہ پڑھنے کے بعد شجاع آباد ہی کے ایک قبرستان میں اپنے والد بزرگوار قاضی محمد ابین رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آرام کی نیند سلا دیا۔

شجاع آباد ضلع ملتان جو کسی مسلمان نواب کے نام سے منسوب اور اسی کا آباد کیا ہوا شہر ہے۔ اس شہر میں ابھی تک اس کی تعمیر کردہ قلعہ اور شاہی مسجد کی عمارتیں اس کی عظمت اور اس کی دینداری کے دو گواہ موجود ہیں۔ کسی زمانہ میں مرکزی اور آباد ترین شہر ہو گا۔ لیکن مسلمانوں کی حکومتوں کے زوال اور انگریزی حکومت کے آنے کے بعد سے اس کی کوئی حیثیت باقی نہ رہ گئی تھی۔ وہ صرف ضلع ملتان کی ایک معمولی تحصیل اور ایک معمولی گاؤں بن کر رہ گیا تھا۔

نواب شاہ شجاع آباد کے بعد اس علاقہ میں صدیوں سے کوئی قابلِ ذکر انسان پیدا نہیں ہوا اور یہ سرزمین سیاسی مذہبی اور مالی لحاظ سے ایک غیر آباد اور گمنام قسم کا علاقہ بن کر رہ گئی تھی۔

اسی بنجر اور بانجھ سرزمین سے اللہ تعالےٰ نے صدیوں کے بعد شاہ شجاع کے بوسیدہ قلعہ کی عمارت کے مکینوں سے نہیں۔ بلکہ اس کی بنائی ہوئی شاہی مسجد کے متولیوں اور خدام کے خاندان سے توحیدِ خداوندی کا مناد۔ دین قیم کا مبلغ۔ حضور فداہ ابی و امی کی آبرو کا محافظ۔ محاذ ختم نبوت کا سپہ سالار اور قافلۂ تحریک آزادی کا شہ سوار۔ بطل حریت سفیر اسلام خطیبِ امت مولانا الحاج قاضی احسان احمد شجاع آبادی پیدا ہوا۔

قاضی صاحب کا پورا خاندان علم و عرفان کا گہوارہ تھا اپنے گھر میں اپنے بزرگوں سے ہی متداولہ عربی علوم و فنون کی کتابیں اور قرآن حدیث کے فیوض و برکات سے اپنا دامن بھرپور اور سینہ منوّر کر لیا۔ قاضی صاحب نے جدید علوم کا کوئی خاص مطالعہ نہیں کیا ہوا تھا۔ اور نہ ہی انگریزی مدرسہ میں تعلیم حاصل کی تھی۔ لیکن یہ عجیب بات تھی۔ بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ نہ صرف یہ کہ قاضی صاحب سے متاثر ہوئے بلکہ ان کے حلقہ بگوش شاگرد کہلانے پر فخر کرتے تھے۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی

قاضی صاحب نے شجاع آباد جیسے پسماندہ اور دور افتادہ علاقہ میں آنکھیں کھولی تھیں۔ بڑے بڑے شہروں اور ان میں طرح طرح کی گہما گہمیوں سے دور ہٹ کر سنسان خاموش اور سناٹے کے ماحول میں انہوں نے کمال یکسوئی اور تیزی کے ساتھ اکتساب علوم و معارف کی منازل طے کر لیں۔ ابھی وہ بمشکل اٹھارہ سال کے بچے ہی تھے۔ ماں باپ کے اکلوتے فرزند، کھاتے پیتے گھرانے کے چشم و چراغ لاڈلے چانچلے اور نہایت ہی پیارے نوجوان تھے۔ گھر سے مسجد۔ مسجد سے گھر ان کے والد اور والدہ اس پیارے فرزند دلبند کی ایک پل جدائی اور اس کا آنکھوں سے اوجھل ہونا پسند نہیں کرتے تھے۔ ان کی والدہ جو اپنے بیٹے کی زیادہ سے زیادہ جدائی برداشت نہ کر سکتی تھی۔ وہ یہ کہ قاضی صاحب اپنے ابا کے ساتھ بازار تک یا قصبہ کے قریب ہی اپنی جدی زمین کنوئیں اور باغ تک ہو آتے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب انگریزی حکومت کے خلاف محکوم ہندوستانیوں میں آزادی کی تڑپ پیدا کرنے کی بھرپور کوششیں ہو رہی تھیں۔ اگرچہ انگریزوں کے خلاف جنگِ آزادی کی ابتداء مسلمان علماء کی طرف سے ہوئی تھی ۱۸۵۷ء میں علمائے کرام نے ہی آزادئ ہند کے لئے باقاعدہ عَلَمِ جہاد بلند کیا تھا جو اگرچہ اس وقت کامیاب نہ ہوا اور بڑے بڑے نامور علماء اور ان کے مجاہد ساتھیوں کو بڑی بڑی صبر آزما اور جگر سوز قسم کی قربانیاں دینا پڑیں لیکن وہ آزادئ وطن اور سربلندی اسلام کی نیو رکھ گئے۔ پورے برصغیر میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں اور جانشینوں کا ایک سلسلہ پھیلتا اور پھولتا رہا۔ انہوں نے ہی دینی اور علمی طور پر توحید و سنت کا پیغام عام کیا۔ اور انہوں نے ہی انگریزوں سے استخلاص وطن اور غلبہ اسلام کی تحریک کو جاری رکھا۔

لیکن بیسویں صدی کے آغاز میں ہی ہندوؤں نے بھی لہو لگا کر شہیدوں میں شامل ہونا شروع کر دیا۔ گاندھی جی نے ہندو قوم کی روایتی بزدلی سے ہٹ کر دو ایک تحریکیں انگریزوں کے خلاف لڑیں۔ پوری ہندو قوم اپنے تمام وسائل سمیت اس کی پشت پر ہو گئی اور تاثر یہ قائم ہونے لگا کہ جب ملک آزاد ہو گا تو یہی ثابت ہو گا کہ آزادئ وطن کے ہیرو کانگرسی ہندو رہنما ہیں اور یہ سہرا کانگرس کے سر ہی ہو گا۔

دوسری طرف انگریزی استعمار اوچھے ہتھیاروں پر اتر چکا تھا۔ اس نے پورے ہندوستان میں راجوں مہاراجوں نوابوں، سروں، خان بہادروں، سرمایہ داروں جاگیرداروں اور ٹوڈیوں کے لشکروں کو آزادی پسند عناصر کے لئے سرگرم عمل کر رکھا تھا۔ انگریز فوجوں پولیس، ہتھکڑیوں جیلوں شاہی قلعہ کی کال کوٹھڑیوں اور سنگینوں کے بل بوتے پر یونین جیک کو برصغیر کی سرزمین پر زیادہ سے زیادہ عرصہ لہرائے رکھنا چاہتا تھا۔

اس دوہری آزمائش اور پیچ مصیبت کے وقت کچھ لوگ مسلمانوں سے سروں پر کفن باندھ کر اٹھے۔

انہوں نے تخت یا تختہ کا نعرہ لگایا۔ اور برطانوی سامراج کو اپنے اسلاف سلطان صلاح الدین مرحوم، حضرت سلطان ٹیپو مرحوم، سراج الدولہ مرحوم، شاہ محمد اسماعیل شہید، حضرت سید احمد بریلویؒ امیر محمد خاں پنڈاوہ۔ ظفر بہادر شاہ اور ان کے ساتھی، حضرت حاجی امداد اللہ، مولانا فضل حق خیر آبادی، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، کی طرح للکارا۔ یہ سب لوگ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے قافلے کے ہی شہسوار تھے۔ ان کے دلوں، دماغوں میں وہی حضرت شاہ ولی اللہ کے انقلابی افکار کی سرگرمی تھی۔ ہندوستان میں غلبہ اسلام اور اسلامی سلطنت کا قیام ہی ان کا مطمحِ نظر اور پروگرام تھا۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن، حکیم محمد اجمل خاں دہلوی، ڈاکٹر مختار احمد انصاری، مولانا محمد علی جوہر، مولانا سید حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ دہلوی، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا احمد علی لاہوری تحریک آزادی کے اس قافلے کے سرخیل اور رہنما تھے۔

ہندوؤں کے لیڈر گاندھی جی کی تحریکیں نمک سازی مرن برت، چرخہ کاتنا اور لفافے لکھنا وغیرہ تھیں لیکن ان اکابرین کی تحریک لَا تَتَّخِذِ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اَوْلِيَاءَ اے مسلمانو! یہودیوں اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ کی تفسیر اور تشریح پر مشتمل تھی۔ اس بے مثال قافلے کے شہسواروں میں حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری پنجاب میں قیام پذیر تھے۔ اگرچہ پورے برِصغیر میں انہوں نے انگریزوں کے خلاف کلمہ حق بلند کیا لیکن پنجاب جو انگریزی اقتدار کا قلعہ تھا۔ جہاں ضلع سرگودھا جہلم کیمبل پور میانوالی اور ہزارہ کی مائیں اپنے بچے انگریزی اقتدار کے محافظ پیدا کرتی تھیں۔ جہاں کے نوجوان انگریزی آقاؤں کی خوشنودی کے لئے ۱۵ روپے تنخواہ کے عوض قبائل ترکی، بغداد اور دوسرے اسلامی ملکوں کے مسلمانوں کو ظلم و تشدد اور گولیوں کا نشانہ بناتے رہتے تھے۔ حد یہ ہے کہ پنجابی مسلمانوں نے ہی گیلی پولی میں ترکوں سے معرکہ آرائی کی۔ قسطنطنیہ کے بازاروں میں خلیفۃ المسلمین کی بیٹی ننگے سر اسی کے سر کے بالوں سے گھسیٹا گیا۔ یہی پنجابی مسلمان نوجوان تھے جن کی گولیوں سے حرم شریف کے کبوتر زخمی ہو گئے۔ یہی پنجاب جس کے بعض دین کے رہنما، دین اسلام کے قزاق اور ڈاکو بن کر شمس العلماء بنے سرکاری ولی اور سرکاری نبی بنے۔ اور مسلمانوں میں تفرقہ بازی کا بازار گرم کر کے انگریزوں کی اسی پالیسی "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی کو کامیاب کیا۔

اسی پنجاب سے اللہ تعالےٰ نے امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسے شعلہ مقال سحر آفریں اور حق گو خطیب کو پیدا کیا۔ جنہوں نے اپنے اسلاف کی سنت کے مطابق اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ الْحَقِّ عِنْدَ سُلْطَانٍ الْجَائِرِ کا حق ادا کیا۔ حریت اور عبدیت کا فرق بتایا۔ شاہ جی مرحوم کی شخصیت اور ان کی حق کی آواز پر لوگوں کا ہجوم اور ان کے اشارے پر لوگوں میں قربان ہونے کا جذبہ ایسا ہی تھا جیسا کہ کسی روشن شمع پر پروانوں میں ہوتا ہے۔

شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے برصغیر کے کوہستانوں، جنگلوں، ویرانوں، آبادیوں اور سنسانوں غرض ہر جگہ مسلمانوں میں انقلابی روح اور آزادی کا شعور پیدا کرنے اور اپنی قوم کو برطانوی سامراج کے خلاف صف آرا کرنے کے لئے اذانیں دیں۔ شاہ جی کی آذان کی آواز ماں باپ کے اکلوتے اور فاضل نوجوان قاضی احسان احمد شجاع آبادی کے کان میں بھی پڑ گئی۔ پھر کیا تھا۔ قاضی صاحب نے اس مردِ حق گو کے ساتھ اپنی زندگی وقف کرنے کا احرام باندھ لیا۔ ماں باپ جنہوں نے آج تک اپنے اس اکلوتے اور لاڈلے فرزند کو آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دیا تھا۔ برضا و رغبت غلبۂ اسلام اور آزادی وطن کے لئے انگریزوں جیسی جابر، ظالم اور قاہر قوت کے ظلم تشدد اور اس کی ہتھکڑیوں، بیڑیوں، جیلوں سنگینوں اور گولیوں سے کھیلنے کے لئے شاہ جی کے ہمراہ بھیج دیا۔

شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ جو چڑیوں کو شہبازوں کا دل بخشا کرتے اور بے زبانوں کو زبان عطا کرتے تھے۔ اپنے رضا کاروں اور ساتھیوں کی عزت کرنے اور انہیں دوسرے انسانوں کی عزت کرنا سکھایا کرتے۔ قاضی صاحب کو شاہ جی کی رفاقت نے کندن بنا دیا۔ قاضی صاحب نے شاہ جی سے شجاعت، خطابت، عوام اور خواص سے بے پناہ محبت کرنا اور انہیں اپنا والا و شیدا بنانا سیکھا قاضی صاحب نے شاہ جی سے ایک تلمیذ ایک مرید اور ایک رضا کار کی حیثیت سے بہت کچھ حاصل کیا۔ یہی وجہ تھی کہ احسان احمد بہت جلد امیرِ شریعت کا جانشین، خطیب پاکستان کے ناموں سے موسوم اور مشہور ہو گیا

۳۰ء میں پنجاب کے آزادی پسند راہنماؤں نے کانگرس کی ہندو پرستی کے پیشِ نظر کانگرس کو طلاق دی اور لاہور میں مجلسِ احرار اسلام کی بنیاد رکھی۔ تو قاضی احسان احمد صاحب اس جماعت کے بانیوں، سید عطاء اللہ شاہ بخاری مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مولانا ظفر علی خاں، مولانا مظہر علی اظہر، اور مولانا داؤد غزنوی کے ساتھ شامل تھے۔

کہتے ہیں کہ مجلسِ احرار اسلام اور خطابت لازم ملزوم چیزیں تھیں۔ مجلس احرار کے لیڈر تو درکنار مجلسِ احرار اسلام کے معمولی کارکنوں پر بھی شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان اور آواز کی مسیحائی کا یہ اثر تھا کہ وہ بڑے بڑے علماء اور مقررین کے مقابلے میں مجمع کو زیادہ سے زیادہ متاثر کر سکتے تھے۔ احرار کے صفِ اول کے سارے ہی رہنما عوامی خطیب انقلابی اور جوشیلے مقرر تھے لیکن ان سب میں تین شخص بے پناہ خطیب تھے جن کی شعلہ مقالی کا کوئی جواب نہ تھا اور شاید اس برصغیر میں صدیوں تک ان جیسا عوامی خطیب پیدا ہی نہیں ہو گا امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، آغا شورش کاشمیری اور قاضی احسان احمد شجاع آبادی

قاضی صاحب نے شاہ جی کی رفاقت عمر بھر نبھائی۔ آٹھ سال فرنگی حکومت کی قید کاٹی۔ ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنیں لیکن اف تک نہیں کی ۱۹۴۷ء میں ان لوگوں کا ایک مقصد پورا ہوا کہ انگریز کسی نہ کسی شکل میں چلا گیا۔ ملک آزاد ہوا اور یہ لوگ اللہ کے نزدیک ایک گونہ سرخرو ہو گئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں کو اپنی قربانیوں کا صلہ نہ ملا اور اقتدار ان کے ہاتھ میں نہ آیا لیکن

لیکن اس معاملے میں بھی یہ لوگ بہت بلند تھے۔ انہیں اس کا کوئی ملال نہ تھا ان کا مقصد روز اول سے حصول اقتدار نہ تھا بلکہ آزادی وطن اور اسلام کی سربلندی تھا۔ اور جس میں یہ کسی نہ کسی حد تک کامیاب ہوئے۔

تقسیم کے بعد مجلس احرارِ اسلام کی سب سے پہلی میٹنگ ملتان میں ہوئی شاہ جی علالت طبع کے باعث اس میٹنگ میں شریک نہ تھے۔ باقی احرار کے سارے اکابر موجود تھے۔ دو دن تک بحث ہوتی رہی۔ اس میٹنگ میں بھی قاضی مرحوم نے یہی رائے دی کہ ہمیں اب پاکستان میں حصولِ اقتدار میں شریک نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ تعمیر پاکستان کی خدمت اپنے ذمہ لیں۔ ہم وہ لوگ ہیں جو انگریز اور انگریز کے خود کاشتہ پودوں کو جانتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ انگریز چلا گیا ہے تاہم وہ اپنے پیچھے اپنی مصنوعی اولاد چھوڑ گیا ہے جو بہر حال اسلام اور مسلمانوں کی وفادار نہیں ہے اس کے شرور اور مضرات سے قوم اور ملک کو بچانا ہی ہمارا پروگرام ہونا چاہیئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ میٹنگ میں شریک نہ ہو سکتے تھے۔ لیکن ان کی طرف سے جو خط مجلس شوریٰ کے نام آیا اس کا مفہوم بھی یہی تھا۔ چنانچہ یہی فیصلہ ہوا کہ تعمیر و استحکام پاکستان اور تبلیغ و حفاظتِ اسلام کے لئے کام کیا جائے۔

۱۹۴۷ء سے قبل قاضی صاحب نے اپنی زندگی انگریزوں کے خلاف بغاوت پھیلانے اور مسلمانوں کو ان کے خلاف صف آراء کرنے میں بسر کی اور ۱۹۴۷ء کے بعد استحکام اور انگریزوں کے خود کاشتہ پودے کی جڑیں کاٹنے میں ختم کر دی۔ قاضی صاحب نے اپنی گذشتہ ۳۵، ۴۰ برس کی زندگی آزادیٔ وطن حفاظتِ دین اور غلبۂ اسلام کے لئے وقف کئے رکھی۔ اس راہ میں ان کے کئی اور دوسرے نامور ساتھی بھی تھے۔ لیکن قاضی صاحب کو اللہ تعالےٰ نے اس پورے قافلے میں چند امتیازی خصوصیات عطا فرمائی تھیں۔

(۱) قاضی صاحب بلا کے مقرر اور خطیب تھے۔ تقریروں کے معاملے میں ان کا معاملہ بھی شاہ جی جیسا ہی تھا اور شاہ جی کا معاملہ دو لفظوں میں شاہ جی نے خود ہی فرما دیا تھا کہ لوگو میری زندگی کچھ جیل میں کچھ ریل میں اور کچھ تمہارے اسی کھیل میں گذر گئی ہے۔ قاضی صاحب بھی سال کے ۳۶۵ دنوں میں اوسطاً ایک تقریر ہر روز کرتے ہوں گے۔ ۲ گھنٹے سے پانچ گھنٹے تک ان کی تقریر ہوتی تھی۔ انگریزوں جیسی قوم اور اس کے دجل و تلبیس سے مسلح چیلوں چانٹوں سے واسطہ پڑتا تھا لیکن وہ اپنی انتہی بے پناہ تقریروں میں کوئی فالتو مواد نہیں آنے دیتے تھے۔ ان کے پاس مخالفینِ اسلام اور اعدائے رسول کے متعلق تمام حوالہ جات نقد موجود ہوتے تھے۔ اسی لئے خواجہ ناظم الدین سابق وزیر اعظم پاکستان ازراہ مذاق انہیں ایک بھاری سا کتابوں اور رسالوں کا ٹرنک ساتھ رکھنے والا "قاضی صاحب" فرمایا کرتے تھے۔

قاضی صاحب نے تحریک آزادی میں تو اپنی بھرپور جوانی جیلوں میں برباد کی ہی تھی اور لاہور کے میکلیگن انجینیرنگ کالج میں جب ایک انگریز پرنسپل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تھی تو لاٹھی چارج میں اپنا بازو بھی تڑوا لیا تھا۔ لیکن آپ نے تحریکِ ختم نبوت میں جتنی اسلام اور ملک کی خدمت کی ہے۔ اس کے لئے ایک مقالے کی نہیں ایک کتاب لکھنے کی ضرورت ہے۔

تحریکِ ختم نبوّت جس میں ہزاروں مسلمانوں نے اس وقت کی ظالم حکومت سے اپنے سینوں میں گولیاں کھا کر جامِ شہادت نوش کیا۔ اور ۷۰، ۸۰ ہزار رضا کار جیلوں میں قید ہوئے۔ اور جسے اس وقت کے ڈی، آئی، جی میاں انور علی کے الفاظ میں تشدّد سے تحریک کو کچل دیا گیا۔ تو ایک انکوائری کورٹ، جسے منیر انکوائری کورٹ کہا جاتا ہے۔ قائم ہوئی۔ قاضی صاحب نے اس انکوائری کورٹ کے سامنے انگریزوں کے خود کاشتہ پودے اور کفر کے مقابلے میں جس طرح آہنی لڑائی لڑ کر اسلام اور مسلمانوں کو سربلند کیا میرا یقین ہے باقی زندگی کو چھوڑ کر اللہ رب العزت ان کی انہی خدمات کے صلہ میں اسفلے علیین میں جگہ عطا فرمائے گا

قاضی صاحب اخلاق اور محبّت کا مجسّمہ تھے قاضی صاحب کی موت درحقیقت اعلیٰ اخلاق کے ایک نمونے اور محبّت کے ایک مثالی پیکر کی موت ہے۔ ان کی زبان اور خیالات میں اعتدال تھا وہ اسلامی افکار اور خیالات کو تعصّب تشدّد اور سختی کے ساتھ نہیں پیش کیا کرتے تھے اور نہ ہی مخالفین اسلام کو گالی اور کافر کہہ کر راہِ راست پر لانا چاہتے تھے۔ بلکہ اخلاق محبت رواداری اور دلائل کے ساتھ حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ ہمارے دل ان کی جدائی کے غم میں زخمی ہیں۔ آنکھیں اشکبار ہیں لیکن ہم زبان سے صرف یہی کہتے ہیں کہ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اظہار تشکر

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی کی وفات حسرت آیات پر ملک بھر سے ان کے مخلص احباب، متعلقین، جماعتی دوستوں اور دیگر مذہبی، تعلیمی اور سیاسی اداروں کی طرف سے مسلسل خطوط، تار اور بیانات آ رہے ہیں۔ ان سب کا فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے۔ ہم اخبار ہذا کی وساطت سے ان سب حضرات کے شکر گزار ہیں جنہوں نے تعزیت فرما کر پسماندگان کی دلجوئی کی ہے اللہ تعالےٰ مرحوم قاضی صاحب کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں اس جانکاہ حادثہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ (بیوہ قاضی احسان احمد (قاری) نور الحق قریشی ایڈووکیٹ شاہی مسجد شجاع آباد

مفید معلومات

برائے

زائرین حرمین الشریفین

ازالحاج محمد عثمان غنی، بی اے واہ کینٹ

وہاں کے لوگ پانی کو مویا کہتے ہیں۔ اس لئے مویا مویا کی آواز سے پانی ہی سمجھیں۔ ہماری زبان میں (پ) ہوتی ہے عربی والے (پ) نہیں بول سکتے وہاں سقے پانی کو فانی فانی کہتے ہیں۔ حج کے دنوں میں ایک ایک ریال کا ایک ٹین ملتا ہے پر سستا بھی ہو جاتا ہے۔ دہی کو وہاں لَبَن کہتے ہیں وہ ہماری زبان میں اس کو دہی بھی کہتے ہیں۔ جب آپ کسی دوکان پر کوئی چیز خریدنے جائیں اور بھاؤ معلوم کرنا چاہیں تو آپ یہ کہیں یا شَیْخ کَمْ هٰذَا؟ (محترمی! اس چیز کی کیا قیمت ہے؟) وہ جواب دے گا۔ بِرِیَالَیْنِ جناب اس کی قیمت دو ریال ہے۔ اسی طرح گنتی کے الفاظ عربی میں یاد کر لیں۔ پاسپورٹ کو عربی میں جواز اور ٹیکسی موٹر کو سیّارہ کہتے ہیں سپاہی کو شرطہ کہتے ہیں اگر کسی عربی ملک کے باشندے سے پوچھنا ہو جناب آپ کس ملک سے آئے ہیں؟ تو آپ یوں کہیں یا اَخِیْ فِیْن بِلَادُکُمْ پھر وہ اپنے ملک کا نام بتائے گا۔ آپ سے پوچھیں تو آپ اپنے ملک کا نام پاکِسْتَان کہیں (وہاں "پ" نہیں ہوتی)۔ اگر آپ دکاندار کو یہ کہنا چاہتے ہوں کہ آپ کی چیز بڑی مہنگی ہے تو کہیے۔ یا شَیْخ هٰذَا غَالِیْ کَتِیْر (اصل میں "کثیر" ہے مگر وہ "ث" کی بجائے "ت" بولتے ہیں)۔ پھر جب اس سے یہ کہنا ہو کہ ایک بات کرو تو اس کو یوں کہو کُلُّ وَاحِدْ کَلَام (اصل میں "قل" ہے مگر وہ گاف بولتے ہیں)۔ جب وہ یہ کہہ دے کہ اللہ وَاحِدْ کَلَامْ وَاحِدْ تو پھر سمجھئے کہ اب یہ آخری بات ہے۔ جب یوں کہے کہ آخِر کَلَامْ تو بھی مطلب یہی ہے کہ اب مزید کمی بیشی کی تکرار نہ کریں شکریہ کے لئے وہاں شُکْرًا کہا جاتا ہے یا مَشْکُوْرًا جِدًّا۔ ڈرائیور کو سَوَّاق کہتے ہیں۔ ڈاک خانہ کو مَکْتَبُ الْبَرِیْد کہتے ہیں اور خود خط لکھ کر لے جانا پڑتا ہے۔ دوسری طرف اپنا وہاں کا پتہ، معلّم کا نام لکھنا پڑتا ہے اور خود دستی ٹکٹ خرید کر لگانا پڑتا ہے ڈاکخانے میں خط دکھا کر ٹکٹ ملتے ہیں پیسے ساتھ نہ دیں پہلے اس کے ہاتھ میں خط دیں وہ خط دیکھ کر آپ کو ٹکٹ کی رقم بتائے گا اور پھر پیسے دے کر ٹکٹ لے لیں اگر کسی کو آپ نے پیسے دیئے اور وہ پھیر میں بھول گیا تو اس سے جھگڑا نہ کریں اور آرام سے کہیں کہ میں نے آپ کو ابھی ابھی نوٹ دیا تھا پھر وہ جب سوال کرے کہ اللہ وکیل؟ یعنی کیا آپ اللہ کو گواہ کرتے ہیں؟ تو آپ بھی کہہ دیں کہ ہاں اللہ وکیل۔ وہ پھر آپ کی بات کا یقین کر لے گا۔

اللہ تعالیٰ آپ میں سے ہر حاجی کی مراد پوری کرے اور ہر طرح کامیاب و کامران لوٹائے۔ وہاں کے مقدس مقامات پر اپنے وطن عزیز پاکستان کشمیر اور اسلام کی سربلندی کے لئے خوب دعا کرتے رہیں۔

والسلام۔ (احقر محمد عثمان غنی)

ضروری گذارش

میں نے جلدی جلدی چند معلومات لکھ دی ہیں علمی کمزوریوں کا مجھے اعتراف ہے علمائے کرام اگر کوئی لغزش دیکھیں تو راہنمائی فرمادیں۔ اور حجاج کرام اگر کوئی مزید سوال پوچھنا چاہیں یا کہ معلومات حاصل کرنا چاہیں تو میرا پتہ یہ ہے۔

محمد عثمان غنی 19E/100
واہ کینٹ ضلع راولپنڈی

مجلس مشاورت

آج مورخہ ۱۸ شعبان المعظم ۸۶ھ مطابق ۲ دسمبر ۶۶ء بروز جمعۃ المبارک اندریں شاہی مسجد شجاع آباد ایک مجلس مشاورت بسلسلہ تقرر متولی شاہی مسجد و عیدگاہ مذکورہ منعقد ہوئی جس میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب مرحوم کے معتمد رفقائے کار اور قریبی رشتہ داران اور احباب شریک ہوئے اسمائے گرامی شرکاء مجلس مشاورت مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مولانا محمد علی جالندھری ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور (۲) مولانا حافظ عطاء المنعم شاہ صاحب خلف حضرت امیر شریعتؒ (۳) مولانا عبدالغفور صاحب انوری (۴) قاضی عبدالعزیز صاحب برادر نسبتی (۵) قاضی محمود الحسن صاحب (۶) قاضی فیض احمد (۷) خواجہ عبدالقدوس (۸) شیخ قمرالدین (۹) چوہدری محمد افضل صاحب (۱۰) شیخ عبدالمجید صاحب (۱۱) قاضی عبدالعزیز صاحب (۱۲) قاضی عبداللطیف صاحب (۱۳) قاری نورالحق قریشی صاحب۔ (۱۴) محمد اشرف صاحب۔

کاروائی مجلس مشاورت

۱۔ قرار پایا کہ شاہی مسجد عیدگاہ شجاع آباد کے انتظامات کے لئے ایک انجمن انتظامیہ تشکیل کی جاوے جس کے کم از کم ۵ اور زیادہ سے زیادہ ۱۱ ممبر ہوں۔

۲۔ یہ کہ انجمن کے اراکین انتظامات کے لئے ایک متولی اور ایک ناظم اعلیٰ مقرر کریں

۳۔ یہ انجمن اپنا ایک مختصر دستور مرتب کرے۔

۴۔ یہ کہ حساب جو کہ بنک میں جمع ہے صدر انجمن اور ناظم انجمن کے دستخطوں سے چلایا جائے اور رقم آمدنی بنک میں ہی جمع رکھی جائے

۵۔ یہ کہ متولی ہی انجمن انتظامیہ کا صدر ہوگا۔

۶۔ یہ کہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے موجود الوقت صدر بحیثیت عہدہ و تعلق خصوصی انتظامیہ کا لازمی ممبر ہوگا۔

۷۔ شوریٰ کے اراکین کو صدر، ناظم اور صدر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نامزد کریں گے۔

۸۔ شاہی مسجد شجاع آباد کا جو فنڈ اس وقت حبیب بنک شجاع آباد میں موجود ہے اس حساب کو آج کی تشکیل شدہ انجمن کے سپرد کیا جاتا ہے۔

۹۔ یہ کہ مجلس مشاورت قاضی عبداللطیف صاحب کو متولی مقرر کرتی ہے اور قاری نورالحق صاحب قریشی کو ناظم اعلیٰ مقرر کرتی ہے متولی مذکور ہی انجمن انتظامیہ کے صدر ہوں گے۔

عہدیداران حسب ذیل ہونگے۔

۱۔ قاضی عبداللطیف صاحب متولی شاہی مسجد (صدر)
۲۔ قاری نورالحق صاحب قریشی۔ (ناظم اعلیٰ)
۳۔ مولانا محمد علی جالندھری قائمقام صدر مجلس تحفظ ختم نبوت (ممبر)

آخر میں قاضی عبداللطیف صاحب اور قاری نورالحق صاحب کی دستار بندی کی گئی۔ (ناظم انجمن بقلم خود)

مرزا مطلوب بیگ صاحب خلف الرشید جناب اے آر بیگ صاحب کے ماموں مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۶۶ء بروز جمعہ اپنے اللہ کو پیارے ہوگئے اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور ان کی خطاؤں سے درگذر فرمائے۔ آمین۔ قارئین "خدام الدین" سے ان کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

میاں غلام حسین مرحوم

اوقات روزہ کی تعیین

وَ كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ج

(پ ۲ البقرۃ آیت ۱۸۷)

ترجمہ: اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ تمہارے لئے سفید دھاری سیاہ دھاری سے فجر کے وقت ظاہر ہو جائے پھر روزوں کو رات تک پورا کرو۔

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ احکام شرعیہ کی بنیاد کسی مصلحت اور حکمت پر نہیں رکھی گئی اور اعمال اور جزا میں کوئی مناسبت نہیں ہے اور تکالیف شرعیہ کی مثال ایسی ہے کہ جس طرح ایک آقا اپنے غلام کی فرماں برداری کا امتحان کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنے غلام کو کسی پتھر کے اٹھانے کا یا کسی درخت کے چھونے کا حکم دیتا ہے اور اس حکم سے اس کا مقصد صرف اس کی اطاعت کا امتحان ہے اور بس جب وہ غلام بلاکسی عذر اور تامل کے آقا کے حکم کی تعمیل کرتا ہے تو آقا اس کو اچھا بدلہ دیتا ہے اور اگر نافرمانی کرے تو سزا دیتا ہے۔ بعینہٖ یہی حالت لوگوں نے احکام شرعیہ کی سمجھ رکھی ہے لیکن یہ خیال سراسر باطل اور فاسد ہے۔ سنت نبوی بڑے زور سے اس کی تردید کرتی ہے۔ قرآن کریم کی بے شمار آیات اور احادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ شرائع کی بنیاد خاص مصالح اور حِکَم پر رکھی گئی ہے۔ اور ہر زمانے کے علماء کرام اس بات کے قائل رہے ہیں۔ تمام حدود شرعیہ جو شارع نے مقرر کی ہیں اور جنہیں سنت نبویہ نے لازم قرار دیا ہے ان پر عمل کرنا واجب ہے کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ جو چیز صحیح روایت سے ثابت ہو اس پر عمل کرنے میں اس لئے توقف کرے کہ اس کی حکمت اور مصلحت اس کی سمجھ میں نہیں آتی۔ انسان کی عقل ناقص کی تو بہت سی حکمتوں اور مصلحتوں کی تہ تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالےٰ کے حکم سے جو حدود شرعی ہمارے لئے مقرر کی ہیں ان کی پابندی ہمارے لئے ضروری اور لازمی ہے۔ ان کی حکمت اور مصلحت ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

مثلاً نماز اس لئے مشروع کی گئی ہے کہ خدائے قدوس کا ذکر کیا جائے اور اس کے حضور میں مناجات کی جائے اور آخرت میں دیدار خداوندی حاصل ہو۔ زکوٰۃ کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ بخل کی رذالت کو دور کیا جائے اور غرباء و مساکین کی حاجت روائی کی جائے اور روزہ اس لئے فرض کیا گیا ہے کہ نفس کو مغلوب کیا جائے اور انسان کو غلبہ نفس سے آزاد کیا جائے۔ سب سے بڑا مقصد روزے کا یہ ہے کہ انسان متقی اور پرہیزگار بن جائے۔ روزہ ہماری تربیت کے لئے فرض کیا گیا ہے۔ روزہ رکھنے سے قوت حیوانی کمزور ہو جاتی ہے اور قوت روحانی طاقت ور ہو جاتی ہے اس لئے نیکی کی طرف رغبت ہوتی ہے۔ روزہ ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ جس طرح ہم صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع کو ترک کر دیتے ہیں اسی طرح بیہودہ بکواس، جھوٹ اور غیبت وغیرہ سے پرہیز کریں غرضیکہ ہمارے سارے اعضاء کوئی فعل یا حرکت ایسی نہ کریں جو شریعت کے برخلاف ہو اگر یہ نہ ہوا تو پھر روزے کا مقصد پورا نہیں ہوا۔ اور ہمیں بھوکا رہنے کے سوا روزے سے کچھ نہیں ملا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سب عبادتوں کا دروازہ روزہ ہے۔ کیونکہ سب عبادات کو روکنے والی خواہشات ہیں اور خواہشات کو مدد سیری سے ملتی ہے اور بھوک خواہشات کو توڑنے والی ہے۔

اب ذرا روزے کے اوقات کی تعیین میں غور کیجئے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ صبح صادق سے پہلے پہلے کھا پی لو اور پھر صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک روزہ رکھو۔

کھانا پینا ترک کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ کھانے پینے کی مقدار کم کر دی جائے لیکن اگر کھانا پینا کم کر دیا جائے تو انسان کمزور اور نحیف ہو جاتا ہے اور اگر یہ طریقہ زیادہ دیر تک جاری رکھا جائے تو انسان ہلاک ہو جاتا ہے نیز لوگ مختلف طبائع کے ہوتے ہیں اور ان کی مقدار خوراک بھی مختلف اور جداگانہ ہوتی ہے کوئی شخص ایک پاؤ بھر کھاتا ہے کوئی آدھ سیر اور کوئی اس سے بھی زیادہ اس لئے اس طریقہ میں انتہائی مشقت ہے اور اس کو عام شرعی ضابطے میں لانا دشوار ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کھانے پینے کے روزمرہ کے اوقات میں وقفہ زیادہ کر دیا جائے۔ شرائع الٰہیہ میں اسی طریقہ کا لحاظ اور اعتبار کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ گرانبار بھی نہیں ہے اور نفس کو اس سے اچھی خاصی تکلیف بھی پہنچ جاتی ہے اور قوت حیوانی بھی کمزور ہو جاتی ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ کھانے پینے کے اوقات میں وقفہ کس قدر ہونا چاہیئے۔ عرب و عجم اور تمام صحیح المزاج لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ صبح و شام دو وقت کھانا کھایا جائے یا شب و روز میں صرف ایک مرتبہ بھوک کا مزہ بھی اس وقت آتا ہے جب صبح سے شام تک کچھ نہ کھایا پیا جائے اور پھر بھی یہ ضروری ہے کہ یہ وقفہ یا مدت ایسی نہ ہو کہ

لگا تار کئی کئی دن اور کئی کئی رات تک کھانا ترک کر دیا جائے یہ چیز موضوع شرع کے خلاف ہے اور عام لوگ اس پر عمل نہیں کر سکتے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم وصال سے یعنی لگا تار کئی کئی دن تک روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے تاکہ بندے ہلاک و برباد نہ ہو جائیں۔

پھر یہ بھی ضروری کہ کھانا پینا ترک کرنے کا وقت بار بار عود کرتا ہے۔ تاکہ نفس کو بار بار آگاہی ہوتی رہے اور انقیاد و اطاعت کے جذبات ابھرتے رہیں اگر ایسا نہ ہو تو پھر ایک دفعہ کی بھوک پیاس خواہ وہ کتنی ہی شدید اور سخت کیوں نہ ہو کوئی فائدہ نہیں دیتی۔

نیز یہ بھی ضروری ہے کہ نفس پر جبر و قہر کا ضابطہ اور قانون ایسا بنایا جائے جو نفس کو بالکل کمزور کر کے موت کے گھاٹ نہ اتار دے اور یہ کہ اس عمل کو بار بار سر انجام دینے کی مقدار کا ضابطہ اور قانون ایسا ہو جو لوگوں میں عام طور پر رائج ہو اس سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ روزے کا ضابطہ اور قانون یہ ہے کہ کامل دن بھر کے لئے کھانا پینا اور جماع ترک کر دیا جائے اب رہا پورے دن کا سوال کہ کس وقت سے دن شمار کیا جائے۔ عربوں کے ہاں پورا دن طلوع فجر سے غروب آفتاب تک شمار کیا جاتا تھا۔ اس لئے روزے کا وقت صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک مقرر کیا گیا۔ اس وقت کے مقرر کرنے میں اللہ تعالیٰ کی کتنی مصلحتیں اور حکمتیں ہیں۔ ہماری بہتری کے لئے روزہ بھی فرض کر دیا اور تکلیف مالایطاق کا بوجھ بھی ہم پر نہیں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ کتنا رحیم و کریم ہے اپنے ہر حکم میں بندوں کی کمزوریوں کو مدنظر رکھتا ہے۔ لیکن بندہ کبھی اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔

صیام رمضان کی فرضیت

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ (پ البقرہ آیت ۱۸۵)

ترجمہ: رمضان کا وہ مہینہ جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کیواسطے ہدایت ہے اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے سو جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پالے تو اس کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے

علائق بشریہ کو دور کرنے میں روزے سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں ہے۔ روزہ ایک تریاق ہے جو انسانی زہروں کے دفعیہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ تمام نفسانی خواہشات اور شہوانی لذتیں قوت حیوانی کی شدت کی وجہ سے زور پکڑتی ہیں اس لئے قوت حیوانی کا مغلوب کرنا ضروری ہے اور قوت حیوانی کی شدت اور فراوانی کھانے پینے کی کثرت سے ہوتی ہے۔ اس کی شدت کو توڑنے کا روزہ ایک بہترین ذریعہ ہے اس لئے روزے کا ضابطہ اور قانون اللہ نے مقرر کیا کہ کامل ایک ماہ کے روزے لازم کر دیئے چونکہ انسان مدنی الطبع واقع ہوا ہے اور طبعی طور پر انسانیت کا تقاضا ہے کہ وہ تمدنی، اقتصادی اور معاشی ضروریات پورا کرتا رہے اور ظاہر ہے کہ روزہ ان امور میں ایک گونہ حارج ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ روزوں کے لئے ایک محدود عرصہ مقرر کیا جائے تاکہ انسان کی روزمرہ کی ضروریات میں حرج نہ ہو یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ساری مخلوق ہمیشہ کے لئے روزے نہیں رکھ سکتی اس لئے ضروری ہے کہ روزوں کے لئے سال میں ایک محدود و مقررہ مقدار متعین کر دی جائے تاکہ کوئی شخص اس سے کم مقدار پر عمل کرنے نہ لگ جائے جو اس کے لئے قطعاً بے سود ہو اور غذائے روحانی کے حاصل کرنے میں ناکام رہے یا کوئی شخص اس سے زائد پر عمل کرنے لگ جائے اور اس قدر افراط و زیادتی کرنے لگ جائے کہ اس کے تمام اعضاء رئیسہ کمزور ہو جائیں اور اس کی نشاط و فرحت یکسر ختم ہو جائے اور وہ ہلاک ہو جائے۔ اس لئے ایک ماہ کے روزے لازم کرنے میں بڑی حکمت ہے۔ اگر ہفتہ دو ہفتہ کی مدت مقرر کی جاتی تو یہ بہت ہی قلیل ہوتی اور کسی قسم کا اثر پیدا نہ کر سکتی اور اگر دو ماہ یا اس سے زیادہ مدت مقرر کی جاتی تو اس سے نفس بالکل نحیف اور کمزور ہو جاتا اور انسان کی ہلاکت کا باعث بن جاتا۔

جب یہ ضروری ہو گیا کہ بندوں کے لئے ایک تشریعی حکم جاری کیا جائے اور چونکہ سارے عرب و عجم کی اصلاح ضروری تھی اس لئے واجب ہوا کہ مہینے کے تقرر کے لئے لوگوں کو آزاد نہ چھوڑ دیا جائے تاکہ ہر شخص اپنی اپنی مرضی اور سہولت کے مطابق جس مہینے میں چاہے روزے رکھ لے کیونکہ اس طرح کرنے سے عذر و معذرت۔ حیلے حوالے اور کاہلی سستی کا دروازہ کھل جاتا اور اس بارے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دروازہ بند ہو جاتا اور اسلام کی ایک عظیم ترین عبادت مردہ ہو جاتی۔

روزوں کے مہینہ کے تقرر کے لئے ماہ رمضان سے زیادہ کوئی مہینہ مستحق نہیں ہے کیونکہ اس میں قرآن کریم نازل ہوا تھا اور اس میں ملت محمدیہ مصطفویہ کا سنگِ بنیاد رکھا گیا اور یہی مہینہ ہے جس میں لیلۃ القدر بھی آتی ہے

ماہ رمضان کا اصل مقصد قانون الٰہی کی پابندی سکھانا ہے اسی لئے پہلی امتوں سے بھی روزے رکھوائے گئے تھے۔ سال کے بعد ہمیں پورا مہینہ روزے رکھوا کر ہمیں تربیت دی جاتی ہے۔ تاکہ ہمارے اندر اخلاق حسنہ پیدا ہو جائیں۔ ہم بد اخلاقی سے نفرت کرنے لگیں اور صفات حمیدہ سے آراستہ ہو جائیں اور اپنی خواہشات نفسانی پر قابو پالیں ہم روزے کی صورت (یعنی صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانا پینا ترک کر دینا) تو بنا لیتے ہیں لیکن اس میں روح ڈالنے کی کوشش نہیں کرتے اگر مقصد روزہ اس صورت میں نہ پایا جائے تو روزہ بیکار جاتا ہے۔

بقیہ: خطبہ جمعہ

سے نفس کو صفائی اور تربیت حاصل ہو اور متقی بن جائے۔ اگر یہی مقصد حاصل نہ ہو تو اسی صورت میں محض کھانے پینے سے منہ بند رکھنے کا کوئی نتیجہ نہیں۔ بالفاظ دیگر روزہ کے ثمرات و برکات اسی وقت حاصل ہوں گے جب روزہ کے ظاہری اور باطنی آداب کا خیال رکھا جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کا پورا لحاظ رہے۔

روزہ کی روح

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ تعلیم مذہب کا یہ خاصہ ہے کہ انسان کے اندر تقویٰ اور اخلاق حسنہ پیدا ہوں، صفاتِ حمیدہ سے آراستہ ہو، بد اخلاقی سے اسے نفرت ہو، خواہشاتِ نفسانی پر قابو پائے، ضبطِ نفس اور تحمل کا خوگر ہو، فتنہ انگیزی سے باز آئے، شرارت نہ کرنے پائے۔ ان تمام خوبیوں کے پیدا کرنے کے لئے بہترین علاج یہی ہے کہ انسان کے حیوانی زہر کو نکال دیا جائے۔ چنانچہ اس زہر کے نکالنے کا بہترین تریاق روزہ ہے۔ قوتِ حیوانی کی شدت سے تمام خرابیاں انسان کے اندر پیدا ہوتی ہیں۔ اگر قوت حیوانی کو کمزور کر دیا جائے تو بہت سی برائیوں سے یقیناً انسان رک جائے گا۔ چنانچہ اسی قاعدے سے اسلامی شریعت میں قوانین روزہ کو پرکھا جائے تو یقین ہو جاتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے روزے کے ذریعے سے اپنی امت کو اخلاق اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر پہنچانے کی سعی فرمائی ہے۔

روزہ مجموعہ مجاہدات ہے

حضرت مولانا مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ شیخ کامل اپنے مرید کو چار مجاہدے کراتے ہیں۔ تقلیل الطعام۔ تقلیل المنام۔ تقلیل الکلام تقلیل اختلاط مع الانام۔ یعنی کم کھانا، کم سونا، کم بولنا اور عوام سے کم میل جول رکھنا۔ کم کھانے کے یہ معنی نہیں کہ زندگی قائم رکھنے کو جس قدر غذا کی ضرورت ہے اس سے بھی کم کھائے بلکہ یہ معنی ہیں کہ دو کھانوں میں وقفہ زیادہ کر دے۔ ان مجاہدات سے مرید کی بے حد اصلاح ہو جاتی ہے۔ چونکہ یہ چاروں مجاہدے روزہ رکھنے سے پورے ہو جاتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے روزہ رکھنے کی بے حد تاکید فرمائی۔ پہلا مجاہدہ تقلیل الطعام ہے جو دو کھانوں میں وقفہ زیادہ کرنے کی صورت میں ہو وہ روزہ رکھنے سے بطریق اولیٰ ہو جاتا ہے۔ صبح صادق سے غروب آفتاب تک بارہ چودہ گھنٹے سے زیادہ ہو جاتا ہے۔ جو کہ دوسرے دنوں میں اس سے نصف بھی نہیں ہوتا۔ تقلیل المنام کم سونا بھی ہو گیا۔ بیس رکعت تراویح ادا کرکے سویا سحری کے وقت پھر اٹھ بیٹھا۔ تقلیل الکلام کا بھی انتظام ہو گیا۔ فرمایا کہ تلاوت قرآن زیادہ کرو جو شخص تلاوت زیادہ کرے گا وہ خواہ مخواہ کم بولے گا۔ تقلیل اختلاط مع الانام لوگوں سے میل جول کم رکھنا اس کے لئے اعتکاف مقرر فرما دیا۔ اگر اعتکاف نہ بھی کرے جب بھی چغلی، جھوٹ، بہتان اور جھوٹی قسم سے زبان کو روکنا روزہ میں ضروری ہے تو اس میں یہ چاروں مجاہدے آگئے جو سالک کے لئے بے حد ضروری ہیں۔ جن سے تزکیہ روح ہو کر قرب الٰہی کی سعادت نصیب ہو جاتی ہے۔ وہ

مکتوب گرامی

برادر محترم حضرت مولانا المکرم مولانا عبید اللہ صاحب انور دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ امید ہے کہ آنجناب کے مزاج بخیر ہوں گے اور حضرت مرحوم کے خیر جاری میں دن رات خدمت دین میں مصروف ہونگے احقران دنوں وطن عزیز سے ہزاروں میل دور انگلستان میں قیام پذیر ہے۔ برمنگھم یونیورسٹی کے زیر اہتمام کچھ ریسیرچ موضوع قلم ہے اور دوسرے اوقات میں یہاں جمعیۃ المسلمین کے زیر اہتمام میں کچھ دین کی خدمت کا بھی موقع مل جاتا ہے۔ آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے کہ رب العزت ہر دو سلسلوں میں سعی مشکور کی توفیق عطا فرمادیں۔

وطن سے دوری پر ابھی ایک سال بھی نہیں گزرا کہ اخبارات کے ذریعہ اپنے بہت سے ان بزرگوں کے سفر آخرت اختیار کر جانے کا پتہ چلا جنہیں بسلامتی الوداع کہہ کر پاکستان سے رخصت ہوا تھا اور معلوم نہ تھا کہ آئندہ اس زندگی میں ان سے ملاقات نہ ہو سکے گی۔ ابھی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب شیخ الحدیث سراج العلوم سرگودھا اور حضرت مولانا عبد الحنان صاحب راولپنڈی صدر کی وفات کے زخم مندمل نہ ہونے پائے تھے کہ سفیر الاسلام مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الخالق صاحب سابق مدرس دار العلوم دیوبند کی وفات کی جانکاہ خبریں دل و دماغ پر انتہائی صدمے کا موجب ہوئیں ان حضرات سے نہ صرف احقر کی مسلکی اور مجلسی وابستگی تھی بلکہ یہ سب حضرات اپنی دینی خدمات میں پوری ملت کا سرمایہ حیات تھے اور مسلک اہل سنت کے لئے سب علم کے روشن چراغ تھے۔

لقد فارقوا الدنیا وحازوا بخیرہا ۔۔۔ وللمومن اعلیٰ مراتب جنۃ
لعمر اللہ ما طاب الزمان بغیرہم ۔۔۔ علیہم من الرحمٰن ازلی تحیۃ

ارادہ تھا کہ ان بزرگوں کے اعزہ و اقارب کو بسلسلہ تعزیت کچھ لکھوں مگر خیال آیا کہ یہ بزرگ تو پورے مسلک کے لئے حق کا نشان تھے ان کی تعزیت اعزہ تک محدود نہیں ان کی اس جدائی پر پوری ملت سے تعزیت درکار ہے آپ حضرت شیخ التفسیر مرحوم کے جانشین انجمن "خدام الدین" کے امیر جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی رہنما اور اپنے مسلک کے دائرے کا مرکز ہیں۔ ان بزرگوں کی جدائی پر آپ سے تعزیت پورے مسلک سے تعزیت ہے احقر آپ کی معرفت اپنے سب اہل مسلک کیساتھ عموماً اور مرحومین کے اعزہ و اقارب کے ساتھ خصوصاً ان صدمات میں پوری طرح شریک غم ہے۔ ان حضرات کے اٹھ جانے سے اپنے حلقوں میں وہ خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پر ہونا بظاہر مشکل نظر آتا ہے۔ یہ دنیا ایک گزرگاہ سے زیادہ نہیں یہاں سے بہرحال جانا ہے اور ہر کسی کو جانا ہے۔ سعادت مند وہ ہیں جو آخرت میں عمل کے پھول چن کر اچھی یادوں کے ساتھ یہاں سے رخصت ہوں اور امید ہے کہ یہ بزرگان کرام اپنے خیمے جنت میں لگا چکے ہوں گے رب العزت ان کے مراتب خیر میں بلندی فرمائے آخرت کی منزلوں کو آسان فرمائے اور دین کے جو کام ان بزرگوں نے اختیار کر رکھے تھے اللہ تعالیٰ انہیں جاری و ساری رکھے ۔

این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

حضرت قاضی احسان احمدؒ کی وفات سے تاریخ کا ایک باب ختم ہو گیا ہے۔ قاضی صاحب مرحوم کی زندگی ایک تاریخ تھی ان کی ذات ایک تحریک تھی اور ان کی فکر ایک تعمیر تھی حضرت امیر شریعت قدس اللہ سرہ العزیز نے جو کام ان کے سپرد کیا تھا وہ آخر دم تک اس کے علمبردار رہے آپ سے اور اپنے تمام اہل مسلک بزرگوں سے میری استدعا ہے کہ قاضی صاحب مرحوم کے بعد ختم نبوت کے کام میں ذرا آنچ نہ آنی چاہیئے۔ اب آپ حضرات کی ذمہ داریوں میں کچھ اضافہ ہو گیا ہے جو کام قاضی صاحب کر رہے تھے اب اسے آپ سب بزرگوں کے علمی اور عملی سہارے کی ضرورت ہے۔ رب العزت حضور خاتم النبیینؐ کی ختم نبوت کا صدقہ قاضی صاحب مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ یہ سطور ہفت روزہ خدام الدین میں شائع فرما دیں تاکہ سب اہل مسلک ان بزرگوں دوستوں اور بھائیوں سے تعزیت اور تسلی کا سامان ہوں۔ والسلام احقر العباد خالد محمود عفا اللہ عنہ۔

18- SPEEDWELL Road
BIPMINGHAM—5

مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیر اہتمام
رمضان المبارک میں تبلیغی اجلاس

مورخہ ۱۲ - ۱۹ - ۲۶ رمضان المبارک مطابق ۲۵ دسمبر یکم ۸ جنوری بروز اتوار بوقت ۹ ½ بجے صبح مسجد باغ والی میں منعقد ہوں گے جس میں مجاہد ملت مولانا محمد علی صاحب جالندھری - جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور - ترجمان اہلسنت مولانا دوست محمد قریشی - علامۃ المذاہب مولانا لال حسین صاحب اختر - اسد اللہ الغفار مولانا عبدالستار تونسوی - خطیب اعظم مولانا محمد اجمل صاحب - معاصر العلماء مولانا ڈاکٹر مناظر حسین نظر - صاحبزادہ منظور احمد شاہ کہروڑی - حکیم مختار احمد صاحب الحسینی - مولانا محمد الیاس صاحب - شاعر اسلام جناب مضطر گجراتی - شاعر انقلاب جانباز مرزا - شاعر اہلسنت حافظ نور محمد انور

(بلند اختر نظامی ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور)

داخلہ شروع ہے۔

مدرسہ تعلیم القرآن چک ۸۷ جنوبی تحصیل وضلع سرگودھا کا داخلہ ۸ شوال تک جاری رہے گا - مدرسہ ہذا میں قرآن کریم حفظ کرایا جاتا ہے اور قرأت کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے - قیام وطعام بذمہ مدرسہ ہوگا - شائقین حضرات جلد از جلد داخلہ لیں -

(حافظ شیر بہادر مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن چک ۸۷ جنوبی ڈاکخانہ چک ۸۸ جنوبی تحصیل وضلع سرگودھا)

سوانح حیات حضرت مولانا احمد علیؒ قیمت ایک روپیہ پچھتر پیسے علاوہ محصول ڈاک -

مفسرِ قرآن

(حاجی بشیر احمد انجمن خدام الدین اندرون شیرانوالہ لاہور)

عزیز الاسلام ہائی اسکول میں
جلسہ سیرت النبیؐ

۱۸ - دسمبر سنہ ۱۹۶۶ء بمطابق ۵ رمضان المبارک کو بعد از نماز ظہر عزیز الاسلام ہائی اسکول گوالمنڈی لاہور میں "سیرۃ النبیؐ" کے موضوع پر ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت مولانا ڈاکٹر مناظر حسین نظر ایڈیٹر "خدام الدین" منعقد ہوا جس سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ خطیب اسلام حضرت مولانا محمد لقمان علی پوری نے خطاب کیا۔ حضرت مولانا نے اپنی تقریر میں طلباء واساتذہ اور عوام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے، علم دین سے محبت رکھنے اور علماء سے دلی مناسبت اور ربط رکھنے کی پرزور اور پر اثر انداز میں تلقین کی۔ اس موقع پر انہوں نے علماء حق اور اہل اللہ کے واقعات کچھ ایسے مؤثر انداز میں بیان کئے کہ اکثر آنکھیں اشکبار اور دل عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیقرار ہو گئے حضرت مولانا نے عزیز الاسلام ہائی اسکول کے بانی میاں سعید اقبال صاحب کو جو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے جانثار رفقاء کار اور وفادار خدام میں سے ہیں بھرپور خراج تحسین پیش کیا اور ان کی دینی اور علمی سرگرمیوں کو بے حد سراہا اور کہا کہ یہ صرف حضرت امیر شریعت سے نسبت کا فیضان ہے کہ ان انگریزی مدارس میں بھی اللہ کا نام بلند ہو رہا ہے اور عشق رسول کے زمزمے سنائی دے رہے ہیں۔

آخر میں انہوں نے دعا کی کہ اللہ ایسے مدارس کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور لوگوں کو ان سے تعاون کی توفیق دے۔

خوش آں مدرسہ وخوش آں خانقاہے
کہ در وے بود قیل وقال محمدؐ

(نور محمد انور)

بقیہ صفحہ ۱۹ سے آگے

میں ابھی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں جو مجھے پانی سے بچائیگا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا۔ آج اللہ کے حکم سے کو بچانیوالا نہیں مگر جس پر وہی رحم کرے یعنی صرف اللہ ہی بچا سکتا ہے۔ اتنے میں دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی اور اتنے جلیل القدر پیغمبر کا بیٹا اللہ کی نافرمانی کے سبب غرق ہو گیا۔

بچوں کا صفحہ

ابو الریاض ماسٹر محمد امین

قصہ حضرت نوح علیہ السلام

(پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۲۵ سے لے کر ۴۹ تک)

اور بے شک ہم نے حضرت نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا اور آپ نے ان سے جا کر کہا کہ میں تمہاری طرف اللہ کی جانب سے نذیر بن کر آیا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن تمہیں سخت عذاب ہو گا اس پر آپ کی قوم کے رؤسا بولے کہ ہم تو تجھے اپنے جیسا ایک انسان ہی دیکھتے ہیں۔ اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ تمہاری پیروی صرف رذیل آدمی ہی کرتے ہیں اور وہ بھی بغیر سوچے سمجھے سرسری طور پر آ ملے ہیں ورنہ تمہارے اور اپنے درمیان ہم کوئی فضیلت نہیں دیکھتے بلکہ ہم تو خیال کرتے ہیں تم سب لوگ جھوٹے ہو۔ (نعوذ باللہ) حضرت نوحؑ نے کہا کہ اے میری قوم دیکھو تو سہی کہ میں اللہ کی طرف سے نازل شدہ دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھے نبوت عطا فرمائی ہے اگر نبوت اور وہ دلیل تم کو نظر نہ آتی ہو تو کیا میں زبردستی ایمان کو تمہارے گلے مڑھ دوں۔ جب کہ تم چاہتے ہی نہیں ہو یعنی تمہیں ایمان لانے پر مجبور کرنے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں اور اے میری قوم میں دین حق کی تبلیغ کے لئے تم سے مانگتا تو کچھ نہیں کہ تم کو دینا دشوار ہو۔ رہا میرا یہ اجر یہ تو اللہ کے ذمے ہے اور تمہارے کہنے پر میں ان مسکین مسلمانوں کو نکالنے کو تیار نہیں۔ کیونکہ وہ بھی اللہ کے دربار میں حاضر ہونے والے ہیں وہ میری بھی شکایت کریں گے اور میں تو تمہیں بالکل جاہل دیکھتا ہوں کہ تم ایمان والوں کو کمینہ سمجھتے ہو حالانکہ ایمان و عمل ہی اصل شرافت ہے۔ اور اے میری قوم اگر میں ان کو اپنے پاس سے نکال دوں تو اللہ کے عذاب سے مجھے کون بچائے گا۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ اور میں تو یہ دعوےٰ نہیں کرتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں علم غیب کا مدعی ہوں اور نہ ہی مجھے فرشتہ ہونے کا دعویٰ ہے اور جن اہل حرفہ مثلاً کپڑے بُننے والے اور جوتا سینے والے مسلمانوں کو تم نظر حقارت سے دیکھتے ہو میں ان کی نسبت یہ بھی نہیں کہتا کہ اللہ انہیں دنیا و آخرت میں نہیں نوازے گا۔ کیونکہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ دل سے سچے مسلمان ہیں یا نہیں اور ایسا کہوں تو بے شک میں ظالموں میں سے ہوں گا۔

وہ بولے۔ اے نوحؑ۔ اب تو تو ہم سے بہت جھگڑا کر چکا پس جس عذاب کی تو ہمیں دھمکی دیتا ہے۔ وہ لے آ۔ اگر تو سچا ہے حضرت نوحؑ نے کہا عذاب تو تم پر اللہ ہی لائے گا بشرطیکہ اس کو منظور ہو اور اگر وہ عذاب دینا چاہے تو تم اسے عاجز بھی نہیں کر سکتے اور اگر اللہ کو تمہارا گمراہ رکھنا منظور ہو تو میں خواہ تمہیں کتنی بھی نصیحت کروں وہ تمہارے کچھ کام نہ آئے گی وہی تمہارا مالک ہے اور اسی پاس تمہیں جواب دہی کے لئے جانا ہے۔

اے رسول کیا یہ مشرکین کہتے ہیں کہ تم نے قرآن اپنے پاس سے بنا لیا ہے؟ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر میں نے یہ آپ ہی بنا لیا ہے تو اس کا گناہ مجھ پر ہے اور وہ جو تم مجھ پر بہتان لگا رہے ہو اس کا وبال تمہاری گردن پر ہے میں اس سے بری ہوں۔ حضرت نوحؑ کو بذریعہ وحی خبر دی گئی کہ تمہاری قوم میں سے جس کو ایمان لانا تھا وہ لا چکا اب اور کوئی ایمان نہ لائے گا تو ان کی تکذیب اور ایذا رسانی پر کچھ غم نہ کر ہم جلد ہی ان کو ہلاک کر دیں گے اور تم ہماری نگرانی میں ہمارے حکم کے مطابق کشتی بناؤ اور ان ظالموں کے حق میں عذاب آ جانے پر ہمارے دربار میں کوئی سفارش نہ کرنا۔ کیونکہ ان کا طوفان میں غرق ہونا مقدر ہے چنانچہ بامر الٰہی حضرت نوحؑ نے جنگل میں جا کر ساگوان کی لکڑی سے ۳۰۰ گز لمبی۔ ۵۰ گز چوڑی اور ۳۰ گز اونچی کشتی دو سال میں بنائی جس کے نچلے طبقے میں درندے اور حشرات الارض اور چوپائے وغیرہ اوپر کے طبقے میں نوحؑ اور ان کے ہمراہی مسلمان تھے اس عرصہ میں جب آپ کی قوم کے رؤسا آپ کے پاس سے ہو کر گذرتے تو آپ سے تمسخر کے طور پر کہتے کہ تو تو نبی تھا اب بڑھئی کیوں کر بن گیا الٹا کشتی کو خراب کرتے۔ حضرت نوحؑ ان کو جواب دیتے کہ آج تم ہم پر ہنستے ہو اور گندگی ڈال جاتے ہو تو ایک دن ہم بھی تم پر ہنسیں گے اس وقت تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ قدرت کا کرنا ایسا ہوا کہ خود ہی گندگی صاف کرنے لگے آپ نے کہا پھر تم کو واضح ہو جائے گا کہ کس پر عذاب الٰہی آ کر اسے دنیا میں ذلیل کر دیتا ہے اور کس پر آخرت میں دائمی عذاب دوزخ نازل ہوتا ہے یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ ہی پہنچا اور تنور سے پانی جوش مارنے لگا اور اس وقت پانی تمام روئے زمین پر پھیل گیا۔ نوح کو کہا کہ ہر قسم کے جانوروں کا جوڑا (نر و مادہ) اور اپنے گھر والوں کو سوائے اپنی بیوی اور اپنے بیٹے کنعان کے جن کا ہلاک ہونا مقدر ہو چکا تھا مگر ان لوگوں کو جو ایمان لا چکے تھے اس کشتی میں سوار کر لو۔ جو لوگ ایمان لائے تھے وہ تو تھوڑے ہی تھے ۷۸ یا ۸۰ مرد و عورت اور حضرت نوحؑ نے سب کو حکم دیا کہ کشتی چلنے اور کھڑے ہونے کے وقت اللہ کا نام لے کر اس میں سوار ہو جاؤ بے شک میرا رب بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے اور جب سب سوار ہو گئے اور کشتی انہیں طوفان کی بڑی بڑی پہاڑ جیسی لہروں میں لے کر چلی جا رہی تھی کہ حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کنعان کو جو کافر تھا آواز دی کہ اے بیٹے ایمان لا کر ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں میں نہ رہ اس نے کہا کہ

باقی صفحہ ۱۸

۲۳ دسمبر ۱۹۶۶ء

۲۰

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۴۸۱ مورخہ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۶۷-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء

نعت

اصغر نثار قریشی

عکس رُخ سے چاند تاروں کو ضیا دیتے رہے
جنتوں کو آپؐ دامن کی ہوا دیتے رہے

کیا کہوں کیا صاحبِؐ جود و سخا دیتے رہے
جس نے جو مانگا اسے اس سے سوا دیتے رہے

پھول کو خوشبو تو کلیوں کو حیا دیتے رہے
میرے آقاؐ سب کو جینے کی ادا دیتے رہے

میرے لب پر روز و شب صلِّ علےٰ جاری رہا
داد مجھ کو خادمانِ مصطفےٰؐ دیتے رہے

غمزدوں کو مطمئن کرتے رہے پیہم حضورؐ
دردمندانِ محبّت کو دوا دیتے رہے

حق تعالےٰ نے وہ بخشا آپؐ کو خُلقِ عظیم
دشمنوں کی گالیاں سُن کر دُعا دیتے رہے

شعلۂ باطل تھا بجھنے کے لئے بُجھ کر رہا
گو مخالف اس کو ہر ممکن ہوا دیتے رہے

ایک بے پایاں مسرّت اک سکونِ لازوال
ہم کو بے مانگے جنابِ مُصطفیٰؐ دیتے رہے

آپؐ نے جن کو نوازا تھا بچشمِ التفات
دار پر آکے بھی وہ حق کی صدا دیتے رہے

حشر تک دُنیا رہے گی آپؐ کی اِحسان مند
آپؐ انسانوں کو تعلیمِ وفا دیتے رہے

بارگاہِ شاہِؐ دیں میں ہو گئے آخر قبول
جو تجھے پیغام ہم بادِ صبا دیتے رہے

زندگی نے آپؐ کے جلووں سے پائی ہے نمُو
ہر قدم پر آپؐ منزل کا پتا دیتے رہے

جیسے جیسے آپؐ کو حق کی ندا آتی رہی
ویسے ویسے آپؐ لوگوں کو صدا دیتے رہے

دیدۂ ظاہر سے بھی اٹھتے گئے پردے نثار
یوں جِلا دل کو مرے خیرالوریٰؐ دیتے رہے

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔